ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ
اپریل ۱۹۹۸ء
۴

”پاکستان عوامی اتحاد“

نوابزادہ نصراللہ خان کا
آخری سیاسی عِشق

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی انتخابات

سیّد عطاء المحسن بخاری
امیر منتخب ہو گئے۔!

”شکوۂ عید کا منکر نہیں ہوں میں“

سیّد عطاءُ المحسن بخاری کا عید سندیہ

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی

امریکی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں۔

اقبال کے دوست اور ہم جلیس

شورش کاشمیری اور ابن انشاء کی نذر تحریریں

بیسویں شہداءِ ختمِ نبوّت کانفرنس ربوہ میں

مقررین کا اظہارِ خیال

کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟

افکار احرار

اسلامی نظام ریاست و حکومت

اسلام دین کامل ہے، صرف مسلمانوں ہی نہیں، بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کی فطری ضروریات اور زندگی کے تمام بنیادی مطالبات کی تکمیل کا مدعی و علمبردار ہے اور اپنے نہ بدل سکنے والے الہامی اصول کے زیر سایہ قائم ہونے والی حکومت میں عوام کے جملہ حقوق و مفادات کا عملی محافظ اور ضامن ہے۔

عہد نبوت علی صاحبہا السلام اور دور خلافت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خالص اور مکمل اسلامی خلافت و ریاست (سٹیٹ) کے بعد اموی اور عباسی اقتدار سے لے کر سلطان "محی الدین اورنگزیب عالمگیر" رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک قائم ہونے والی تمام شخصی مسلمان حکومتوں میں بھی بہ قدر ممکن اس دعویٰ کی عملی تفسیر کا سراغ ملتا ہے۔ اور قریباً ڈیڑھ ہزار سال کی اسلامی تاریخ کے صفحات اس پر گواہ ہیں!

اسلام اپنے عالمگیر اخوت و مساوات کے بنیادی ضابطہ کے تحت ایک مثالی معاشرہ، ایک روشن و انقلاب انگیز تہذیب و تمدن نیز غربت و بدحالی، خیانت و غصب، رشوت و سود اور ظلم و جبر سے پاک صاف اقتصادی نظام کو جنم دیتا ہے۔

اسلام کے انہی اصول جہاں بانی کے مطابق فرقہ وارانہ اختلافات اور پیشہ وارانہ امتیازات کے جاہلی نظریہ پر مبنی سلطنت کبھی قائم نہیں ہو سکتی، بلکہ اس فساد سے خالی اقتدار و غلبہ ہی دینی حکومت کہلا سکے گا، اسلامی نظام میں تمام فرقے متحد ہو کر ایک امت اور تمام پیشہ ور طبقات مل کر ایک قوم میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اقتدار کی ہر شکل چاہے وہ ظاہر میں کتنی ہی عوامی اور جمہوری کیوں نہ ہو، درحقیقت سیکولرازم اور لادینیت کے مہذب مگر منافقت آمیز اور کافرانہ نقطۂ نظر کی حامل۔ ایک سراسر غیر اسلامی حکومت قرار دی جائے گی۔ یہ فیصلہ کسی شخصی خیال، رائے یا گروہی عصبیت کا نتیجہ نہیں، بلکہ بلااستثناء و ترمیم پوری امت کا متفقہ اسلامی عقیدہ ہے۔

قرآن کریم کے تیس پارے، بیس لاکھ احادیث شریفہ، دو لاکھ صحابہ کرام کا اجماع و اجتہاد، نیز امت کی قطعی اور واحد نمائندہ اکثریت، سواد اعظم اہل السنت والجماعت کے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، چاروں فقہی مذاہب کے متفقہ و مسلمہ پندرہ لاکھ مسائل اور خالص اسلامی قوانین، ہر دور اور ہر زمانہ میں ہر مسئلہ کا اصل مآخذ اور بنیادی سرچشمہ ہیں۔

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

(اقتباس اداریہ، پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور جلد: ۱ ۔ شمارہ: ۱۔ جنوری ۱۹۷۰ء)

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
ہدیۂ عقیدت:	نعت	سید کاشف گیلانی / حافظ محمد اکرم	۷، ۸
	منقبت، ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ	مضطر گجراتی	۹
عید سندیسہ:	شکوۂ عید کا منکر نہیں ہوں میں	سید عطاء المحسن بخاری	۱۰
قلم برداشتہ:	اسلام کا طرزِ حکومت اور اہلِ سیاست مسلمان	سید عطاء المحسن بخاری	۱۳
فضائل و مناقب:	سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنھم	مولانا محمد زکریا سنبھلی	۱۶
چہرہ:	علامہ محمد اقبال	شورش کاشمیری	۲۱
فکاہیہ:	اقبال کے دوست اور ہم جلیس	ابنِ انشاء	۲۳
افکار:	نیک مشورہ	محمد عمر فاروق	۲۵
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۲۹
حاصلِ زندگی:	سفرنامہ حجاز	حبیب الرحمن بٹالوی	۳۲
تجزیہ:	قومی تعلیمی پالیسی اور ذہنی غلامی	بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) شمس الحق قاضی	۳۴
ردّ مرزائیت:	کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟	مولانا عنایت اللہ چشتیؒ	۳۷
ردّ مرزائیت:	قادیانی جواب دیں	مولانا عبدالواحد مخدوم	۴۰
	مرزائی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں	سید محمد کفیل بخاری	۴۵
اخبارالاحرار:	ــــــــــــــ	عبداللطیف خالد چیمہ / محمد عمر فاروق	۴۷

بیسویں سالانہ دو روزہ شہداء ختمِ نبوت کانفرنس ربوہ کی روداد، ○ ربوہ میں مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی انتخابات ○ مرکزی احرار قیادت کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات ○ بخاری ماڈل سکول ربوہ میں تقریبِ تقسیمِ انعامات ۵۹

حسنِ انتقاد:	تبصرہ کتب	ادارہ	۶۱
ترحیم:	مسافرانِ عدم	ادارہ	۶۲

دل کی بات

پاکستان عوامی اتحاد
نواب صاحب کا آخری سیاسی عشق

گزشتہ ماہ مشہور ''اتحادی'' سیاست دان نواب زادہ نصراللہ خان آخر کار ایک مولوی شکار کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے پاکستان کی چودہ مسترد اور ناکام، بے نام اور بعض بدنام سیاسی جماعتوں کو پیپلز پارٹی کی سیاسی ساکھ بحال کرنے کے یک نکاتی باطنی اور حکومتی مخالفت کے ظاہری ایجنڈے پر متحد کر دیا۔ اور اس بھان متی کے کنبے کا نام ''پاکستان عوامی اتحاد'' رکھ چھوڑا۔ اور ''طاہر القادری'' اس کے سربراہ ہیں۔

نواب صاحب.........ضیاء الحق شہید کے دور سے ہی پیپلز پارٹی پر فریفتہ ہیں۔ گزشتہ بیس برسوں میں وہ اکثر و بیشتر پیپلز پارٹی ہی کے مداح، ہم قدم اور ہم سفر رہے ہیں۔ نواب صاحب ذاتی طور پر شریف آدمی ہیں لیکن ان کے اپنے مستقل سیاسی رویئے جن سے ہمیں شدید اختلاف ہے۔ جو بات بہت زیادہ افسوسناک اور شرمناک ہے وہ ان کی سیاسی کرپشن ہے۔ سیاست ان کا مشن نہیں مشغلہ ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد مجلس احرار اسلام سے نکلے تو پھر کہیں کے نہ رہے۔ عوامی لیگ، جسٹس پارٹی اور پاکستان جمہوری پارٹی کے قیام تک کی داستانِ الم، پاکستان کے ناکام ترین اور مایوس ترین سیاستدان ائیر مارشل اصغر خان سے پوچھئے، جو آج تک نواب صاحب کے لگائے ہوئے زخم اپنی ناکامیوں کے ثبوت کے طور پر دکھاتے پھرتے ہیں۔ نواب صاحب نے اس سیاسی کرپشن کی تکمیل کیلئے ہمیشہ مولوی کو استعمال کیا، بدنام کیا اور اس کا منصب مجروح کرکے مستقبل میں پاکستان میں دینی جماعتوں کے تحریکی عمل کو شدید ترین نقصان پہنچایا ہے۔ ماضی میں مولانا مفتی محمود مرحوم، مولانا غلام غوث ہزاروی مرحوم ان کی سازشوں کے اسیر و نخچیر ہوئے۔ اور مفتی محمود صاحب مرحوم کی رحلت کے بعد مولانا فضل الرحمن ایک عرصہ تک اُن کی امیدوں کا سہارا بنے رہے۔ نو مولود پاکستان عوامی اتحاد ایک طویل وقفہ کا شاخسانہ ہے۔ کوئی مولوی ان کے ہتھے نہیں چڑھ رہا تھا۔ خدا خدا کرکے اُمید بر آئی اور اُن کا تازہ شکار ڈاکٹر، پروفیسر، علامہ، حضرت طاہر القادری قبلہ ہیں۔

بینظیر برسر اقتدار تھیں تو نواب صاحب مع مولانا فضل الرحمن اُن کے پہلو میں تھے۔ اقتدار سے محروم ہوئیں تو نواب صاحب مع طاہر القادری اُن کے قدموں میں ہیں۔ اب کے مولانا فضل الرحمن بھرپور سعی کے باوجود نواب صاحب کے ہتھے چڑھنے سے بال بال بچ گئے۔ پیپلز پارٹی نے تو اپنی سیاسی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ طبقۂ علماء کو استعمال کیا اور فائدہ اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اپنے مختلف ادوار میں.......مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا احترام الحق تھانوی، مولانا فضل الرحمن، اور اپنے ''ذاتی مولانا'' .... مولانا کوثر نیازیؒ اور اب منہاج القرآن والے مولانا طاہر القادری اسکی زندہ و تابندہ مثالیں ہیں۔ لیکن نواب صاحب نے قیام پاکستان کے بعد سے اب تک بے دین سیاست دانوں کی

بقاء کے لئے صرف "تلاش مولوی" کا فریضہ ہی انجام دیا ہے۔ طاہر القادری۔ منہاج القرآن سے منہاج یونان ہوگئے۔ نفاذ اسلام سے بحالیٔ جمہوریت تک پہنچ گئے۔ ابھی تو وہ بے نظیر اور نواب صاحب کے قائد ہیں، لیکن .... "غبار چھٹ جانے پر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ........ وہ گھوڑے پر سوار ہیں یا گدھے پر" ہمارے خیال میں "پاکستان عوامی اتحاد"........ نوابزادہ نصر اللہ خان کا آخری سیاسی عشق ہے........ ناکامیاں اور نامرادیاں اس کا منطقی نتیجہ ہیں۔ انہیں اب فکر آخرت کرنی چاہیئے اور اس سیاسی کرپشن یعنی اتحاد سازی کے شغل سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ علاوہ ازیں دینی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ انتخابی و اتحادی سیاست سے کنارہ کش ہو کر تبلیغ و اشاعت دین، نفاذ و استحکام اسلام کی جدوجہد کو شعار بنائیں ورنہ اس سیاسی دلالی میں منہ کالا کرنے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جنابِ صدرِ مملکت کی خدمت میں

صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ نے کہا ہے کہ:

"سودی معیشت اور سودی کاروبار اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھلی جنگ ہے۔ ہمیں اس لعنت سے جتنی جلدی ہو سکے نجات حاصل کرنی چاہیئے میں نے حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ قومی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لئے فوری اقدامات کرے۔ کیونکہ ہمارے نظام معیشت میں اکثر قباحتیں سود کے کاروبار کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہیں" (نوائے وقت ملتان۔ ۳۰ مارچ ۱۹۹۸ء)

جنابِ صدر گزشتہ دنوں یہ بھی فرما چکے ہیں کہ:

"قوم نے نواز شریف کو صرف نفاذِ اسلام کے لئے ہی بھاری مینڈیٹ دیا ہے"

قومِ صدرِ مملکت کی شخصی خوبیوں کی وجہ سے بہت سی توقعات ان سے وابستہ کیے ہوئے ہے۔ سودی نظام کے خاتمہ اور نفاذِ اسلام کی آرزو بیانات کی حد تک تو حوصلہ افزا ہے لیکن عملی صورتِ حال اس کے برعکس ہے۔

نواز شریف صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ صدر مملکت کی متشرع شکل و صورت کی آڑ میں وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو سراسر دین کے خلاف ہے۔ حال ہی میں بھارتی اداکار دلیپ کمار اور بعض پاکستانی فنکاروں کو صدر مملکت کے ہاتھوں قومی ایوارڈ دلوانا، مخلوط تقریبات میں ان کی شرکت اور بے پردہ خواتین کے روبرو ان کی تصاویر ہمارے دعویٰ پر شاہد عدل ہیں۔

ہم ان سطور کے ذریعے صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ اپنا دینی تشخص مجروح ہونے سے بچائیں۔ وہ جس اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہیں اس کے تقاضے وہ نہیں جنہیں وہ پورا کر رہے ہیں بلکہ........ وہ ہیں جن کی نشاندہی وہ اپنے بیانات میں کر رہے ہیں۔ اگر نواز شریف کو قوم نے نفاذِ اسلام کے لئے بھاری مینڈیٹ دیا ہے تو یہ گھنٹی نواز شریف کے گلے میں ڈال دیجئے۔ پاکستان سے سودی نظام کا خاتمہ کر کے اللہ سے جنگ ختم کریں۔ اللہ کو راضی کریں اور قوم کی دعائیں لیں۔ اب یہ فیصلہ

آپ ہی نے کرنا ہے کہ اللہ سے جنگ کرنی ہے یا گناہوں سے توبہ! فاعتبروایااولی الابصار

مرزا طاہر کا بیان.......... آئین سے بغاوت
حکومت مقدمہ قائم کر کے گرفتار کرے

۲۶ مارچ کے اخبارات میں قادیانی گروہ کے چوتھے گروگھنٹال مرزا طاہر کا ایک بیان شائع ہوا جسے ایک غلیظ، متعفن اور بدنامِ زمانہ قادیانی راجہ غالب (مرکزی سیکرٹری اطلاعات قادیانی جماعت) نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں سنایا۔ مرزا طاہر نے کہا:

"ہمارے خلاف ایک انتہائی لغو، بے بنیاد اور بہتان پر مشتمل خبر کو اچھالا جارہا ہے کہ موجودہ مردم شماری کے دوران ہم نے اپنا موقف تبدیل کرلیا ہے اور اپنے آپ کو ان معنوں میں غیر مسلم تسلیم کرلیا ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کا انکار کر رہے ہیں۔ ایک احمدی نے بھی مسلمان کی اس تعریف پر دستخط نہیں کئے جس کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار کسی کو مسلمان قرار دینے کے لئے کافی نہیں ہوتا جبکہ وہ بانی جماعت مرزا غلام احمدی قادیانی کے دعاوی کی تکذیب نہیں کرتا۔ میں اس مکروہ جھوٹ کو ردّ کرتا ہوں اور لعنت اللہ علی الکاذبین کہ کر ان بہتانات کو حوالہ بخدا کرتا ہوں"

آخر میں راجہ غالب نے بعض سوالات کے جواب میں کہا کہ:

"ہم مسلمان ہیں، لیکن آئینی طور پر ہمیں مسلمان تسلیم نہیں کیاجاتا۔ ہم اسرائیل اور یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ ان سے نہ پہلے کبھی دوستی تھی نہ اب ہے۔ لیکن ہمیں اسرائیل اور یہودیوں کا ایجنٹ ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے" (روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۹۸ء)

مرزا طاہر کا یہ بیان بجائے خود انتہائی لغو، بے ہودہ، بے بنیاد، صریح کذب بیانی اور بکواس پر مشتمل ہے۔ پورے بیان میں دجل و تلبیس دسیسہ کاری اور دھوکے بازی الم نشرح ہے۔ اس بیان کی رو سے مردم شماری کے فارم میں قادیانیوں نے اپنے آپکو اس حیثیت میں قادیانی تسلیم کیا ہے کہ وہ توحید و رسالت پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) یہ دعویٰ کتنا مضحکہ خیز ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں لیکن آئینی طور پر انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیاجاتا۔ جبکہ آئین مسلمانوں ہی نے بنایا ہے اور اگر آئین میں انہیں کافر قرار نہ بھی دیا جاتا تب بھی وہ کافر و مرتد تھے اور جب تک وہ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں لے آتے کافر و مرتد ہی رہیں گے۔ اسرائیل سے دوستی کا انکار اس بے شرمی، بے حیائی اور ڈھٹائی سے کیا گیا ہے کہ ہمارا ایمان اس پر اور پختہ ہوگیا کہ **لعنت اللہ علی الکاذبین** کے حقیقی مصداق قادیانی ہی ہیں۔ یہ بات تاریخ اور صحافت کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ اسرائیل میں قادیانی جماعت کا دفتر موجود ہے اور صرف قادیانیوں کو وہاں تبلیغ کی اجازت ہے۔ تل ابیب میں قادیانی مشن میں کام کرنے والے افراد کی تصویر نوائے وقت میں شائع ہو چکی ہے۔

مرزا طاہر اپنے اجداد کی طرح کافر، کذاب اور جاہل ہے۔ اس کا بیان قرآن و حدیث اور اجماعِ امت

کے انکار اور آئینِ پاکستان سے بغاوت پر مشتمل ہے۔ قادیانی گروہ کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین نے ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ میں، اور مرزائی وکلاء نے مختلف اعلیٰ عدالتوں میں تسلیم کیا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔ اسی عقیدہ کی بنیاد پر پارلیمنٹ نے امت مسلمہ کے مطالبہ پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا۔ قادیانیوں کا یہ کردار انتہائی شرمناک ہے کہ ان کا بانی مرزا غلام احمد اور اس کی پوری ذریت البغایا انگریز حکومت کی اطاعت اور چاپلوسی تو کرتے رہے لیکن ایک مسلمان حکومت کے آئین اور قانون کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما سید عطاء المحسن بخاری نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزا طاہر، راجہ غالب اور دیگر قادیانی لیڈروں پر آئین کی بغاوت کے جرم کے ارتکاب پر مقدمہ قائم کر کے گرفتار کیا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔

جدید مرکز احرار

دارالعلوم ختمِ نبوت ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی میں دینی تعلیم کا اجراء

مجلس احرار اسلام چیچاوطنی کے زیرِ انتظام

دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچاوطنی کی دوسری شاخ

دارالعلوم ختمِ نبوت 60-E ہاؤسنگ سکیم (مقابل مرکزی جامع مسجد عثمانیہ) چیچاوطنی میں ۱۲/ذیقعد ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۸ء بروز سوموار سے درجہ حفظ و ناظرہ کا باقاعدہ اجراء ہو گیا ہے اور حدود تعداد میں داخلہ بھی جاری ہے۔ جناب قاری محمد سلیم صاحب جلوی تدریسی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

مستقل نیا مدرسہ شروع ہونے سے اخراجات کا تخمینہ بھی بڑھ گیا ہے لہٰذا جملہ اصحاب خیر خصوصی تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور ہماری دینی و تعلیمی اور تنظیمی و تحریکی سرگرمیوں میں ممد و معاون بنیں۔

منجانب: دارالعلوم ختمِ نبوت جامع مسجد چیچاوطنی، فون: ۶۱۱۶۵۷

دارالعلوم ختمِ نبوت مرکزی مسجد عثمانیہ چیچاوطنی ● ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی فون: ۶۱۰۹۵۵

بینک اکاؤنٹ نمبر: ۱۳۰۶، نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

مولانا حافظ محمد اکرام صاحب (گوجرنوالہ)

نعت

اے حبیبِ خدا اے حبیبِ وریٰ
جانِ جاناں و اے جانِ جاں آفریں
اے شہِ انبیاء سرورِ دوسرا
تیری شفقت سے ساحل ملے بالیقیں
رب اکبر کا مہمان ہے عرش پر
تو خدا کا ، خدا ہے تیرا ہمنشیں
تیرا خادم بنا آپ روح الامیں
ذکر تیرا خلاؤں ملاؤں میں ہے
تیرے مدحت سرا آسمان و زمیں
کل جہاں پہ عیاں تیرا صدق و صفا
تیری گفتار شیریں تر از انگبیں
اے مدثر مزمل مکمل ہے تو
تا ابد باقی ہے تیرا دستور و دیں
کیجو للہ امت پہ نظرِ کرم
رحمت العالمیں شافع المذنبیں
سب صحابہ کی عظمت مقدم بھی ہے
ثانیٔ اثنین ہے تیرا یارِ حزیں
کون ہے جسکو میں تیرے جیسا کہوں
گرِ پڑے آسماں پھٹ پڑے سر زمیں
پورے اکرام سے عرض کرتا ہوں میں
دل میں ایمان لب پر ہے قولِ مبیں

تیری نعت و ثنا ہے وراء الوراء
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
اپنی امت کی کشتی کے اے ناخدا
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
کون سمجھے تیری شان کو فرش پر
میزباں ہے تیرا لا مکان و مکیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
تیری خوشبو معطر فضاؤں میں ہے
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
جس کے دشمن بھی قائل ہوئے برملا
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہر جہت سے نرالا و اکمل ہے تو
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
رکھیو حشر میں عاصیوں کا بھرم
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
گرچہ اس میں تاخر تقدم بھی ہے
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
گر کہوں پھر تو کیسے میں زندہ رہوں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
آپکی سب اداؤں پہ مرتا ہوں میں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اللہ اللہ

سید کاشف گیلانی

مدینے کے لیل و نہار اللہ اللہ
کہاں وہ سکون و قرار اللہ اللہ
نظر جب پڑی میری پہلی حرم پر
نگاہیں ہوئیں اشکبار اللہ اللہ
فلک سے برستا ہوا نور دیکھا
خدا کے نبی کا دیار اللہ اللہ
بتاؤں تمہیں کیا میں وحدت کی مے کا
سرور اللہ اللہ خمار اللہ اللہ
خوشا بخت مجھ سے سیہ کار پر بھی
کرم ہیں ترے بے شمار اللہ اللہ
ترے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں
یہ درویش وہ شہر یار اللہ اللہ
یہ تیری مساوات ہے کملی والے
تو پیدل ہے نوکر سوار اللہ اللہ
نہیں خوف جس کو خزاں کا کسی دم
ترے گلستاں کی بہار اللہ اللہ
کوئی میرا ایسا وسیلہ بنا دے
میں آؤں یہاں بار بار اللہ اللہ
پڑے تھے جو دل پہ وہ سب دھل گئے ہیں
زمانے کے گرد و غبار اللہ اللہ
صحابہ کا ایمان تھا حکم تیرا
یہ ان کا شعور و شعار اللہ اللہ
تری رحمتوں پر ہے موقوف جنت
کریں تجھ پہ سب انحصار اللہ اللہ
ترے امتی بخشے جائیں گے سارے
ترے حشر میں اختیار اللہ اللہ
کیا جب ارادہ حضوری کا میں نے
تو سنتا ہے میری پکار اللہ اللہ
میں ٹھوکر میں رکھتا ہوں دنیا کو کاشف
عبث اس کے نقش و نگار اللہ اللہ

حضرت مضطر گجراتی

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

اے شریف و اشرف ام المومنین تجھ پر سلام
اے بہشتِ جاودانی کی مکیں تجھ پر سلام

رازدارِ مصطفیٰ تو ، سیّدہ امت کی تُو
عظمتیں تیری محافظ، پاسباں عظمت کی تُو

باغ کی کلیوں کا وصفِ معتبر ہو ہی تو ہے
عورتوں میں سب سے پہلی مومنہ تو ہی تُو ہے

تو نے صدقے کر دیا اسلام پر مال و منال
تیرے ایثارِ مسلسل کی نہیں کوئی مثال

سرزمین کفر میں گویا ہوا جب ساز حق
سب سے پہلے تیرے کانوں میں پڑی آوازِ حق

جب ہوا غار حرا سے نور قدسی کا ظہور
پہلے تیرے ہی ضمیر پاک پر چمکا وہ نور

تیرا سینہ صبحِ فاراں کا تجلّی خانہ تھا
سب سے پہلے جو ہوا روشن ترا کا شانہ تھا

مانتے تھے واجب التعظیم سب فرشی تجھے
طاہرہ کہتے ہیں سارے فرشی و عرشی تجھے

تو پیمبر کی انیسہ تو رفیقہ نور کی
ناز کرتی ہے ترے دامن پہ تجلی طور کی

حضرت خیرالوریٰ کی اوّلیں ناموس تُو
عالم نسواں ہے روشن جس سے وہ فانوس تو

بارہا گھر میں تیرے نازل ہوئے روح الامیں
خم ترے در پر ہے ابتک آسمانوں کی جبیں

تجھ کو عزت دی خدا نے صاحب لولاک سے
آپ کو اولاد دی تیرے ہی بطن پاک سے

تو نے عثمان و علی سے پائے داماد جلیل
اک زمیں پہ حجتِ حق دوسرا حق کی دلیل

تیری عزت خود رسول دوسرا کرتے رہے
تادم آخر ترے حق میں دعا کرتے رہے

تو تھی بیواؤں کا پردہ بیکسوں کا راز تھی
تیرے دل کی ہر صدا اسلام کی آواز تھی

جنتِ علم و عمل ہے اسوۂ اعلیٰ ترا
حشر تک مانے گی احساں ملتِ بیضا ترا

تیری روح پاک پر حوروں کی بستی کے سلام
تیرے مدفن پر ہوں صبح و شام ہستی کے سلام

سید عطاء المحسن بخاری

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن.........!

جب سے انسان نے تہذیب سے آشنائی پیدا کی ہے اس نے اپنی بڑائی، خوشی اور راحت کو بہت اہمیت دی ہے۔ اور اسی ناطے سے اچھل کود، راگ رنگ، خمر و خنزیر، زنا، جوا، شراب اور مقابلہ بازی کے لئے دن اور تہوار مقرر کر رکھے تھے، عرب اپنے معاشرتی دائرے میں کسی قوم سے پیچھے نہ تھے، ان میں بھی ایک کلچر تھا، جو روم، مصر، ایران، اور یونان میں ہوتا تھا، مکہ کے قریش یا مدینہ کے یہود، دونوں ہی تہذیب آشنا تھے اور قرآن کریم نے ان کی اسی حالت کو لہو ولعب کہا ہے،

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ منورہ پہنچے تو یہودِ مدینہ کا تہوار دیکھا، اس کی تفصیلات معلوم کیں تو فوراً ارشاد فرمایا:

"اب اللہ نے تمہارے دو روزہ تفریحی پروگرام کے مقابلہ میں دو بہترین دن عطاء فرمائے ہیں۔"

جو سابقہ عیدوں کا نعم البدل ہیں، جن کی ابتداء نماز جیسی عبادت سے ہوتی ہے، جن میں دونوں کے مالک کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔ جن میں غریبوں، محتاجوں، ناداروں اور پسے ہوئے طبقات کو سربلند کرنا فرض ہے۔ جن میں بچوں اور بوڑھوں کی خوشی کا سب سے زیادہ احساس ضروری ہے۔ جن میں کھانا پینا خوشی منانا اور کھیل بھی شامل ہے۔ لیکن .... عید، خوش خوراکی و خوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے.........

اجتماعیت و یکجہتی سے

قربانی و ایثار سے

عدل و تقویٰ سے

حق شناسی و خدا خوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے

مودّت اور اُخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

"اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے گوشت اور نہ لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)

(پ ۱۷، سورۃ حج، آیت: ۳۷)

یہ دونوں عیدیں عبادت بھی ہیں اور دینی سماج کی قدروں کی بقا کے دن بھی۔ زندگی میں کتنی جامعیت ہو اگر ہم اسی ایک دن کو حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں گزاریں اور اگر ہم پوری زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گزارنا شروع کر دیں تو پاکستان "دار السلام" بن سکتا ہے۔ یہ حضور علیہ

الصلواۃ والسلام کی حقانیت اور آپ کا معجزہ ہے کہ آپ کے ایک فرمان نے ایک پوری تہذیب بدل ڈالی۔

عید کے دن رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر عید گاہ کی طرف گامزن تھے کہ راہ میں ایک بچہ روتے ہوئے دیکھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طفلکِ بے آسرا کو پیار کیا اور پوچھا:

کیوں رو رہے ہو؟

عرض کی، سب بچے اپنے اپنے ماں باپ کے ساتھ عید کی مسرتوں، راحتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور میں تنہا اداس ہوں

غم کی اس کھائی میں گرا تو آنسو ابل پڑے۔

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے کندھوں پر بٹھالیا اور پھر فرمایا:

تو میرا بیٹا ہے، میں تیری تنہائی کا مونس، میں تیرا غم خوار ہوں اور تو میرا دلدار ہے۔ کیا آج دولت کی مستی، اقتدار کے نشہ، جاگیرداروں کے غرور، کارخانوں اور ملوں کی چمنیوں کے دھنویں، مشینوں اور ٹریفک کے وحشتوں کے شور میں کوئی ہے.........؟ جو امت رسول کے غریبوں، فقیروں، مسکینوں، یتیموں، ناداروں، بیماروں اور کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، الجزائر اور تاجکستان کے مظلوم حریت پسند مسلمانوں اور جلاتی، روتی، سسکتی ہوئی بے آسرا انسانیت کے سر پر محبت کا ہاتھ رکھے، اسے اپنائیت کا کندھا دے، اس کی تنہائی کو پُررونق کرے۔ اس کے خلوت کدۂ دل وجان میں مسرتوں کا نور بکھیرے اور قبر و حشر کی وحشتوں میں کسی کو مونسِ جاں بنائے؟

اے ہم نفسو، ہم سفرو!

امن و آشتی اور محبت کی منزلوں کے راہیو!

حکومت الٰہیہ کے داعیو!

اس دین حق کا شجر تب گھنی چھاؤں لایا جب عظمت آدم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان گرامی اور چہرۂ انور کا خون ناحق اصل حق میں جذب ہو گیا۔

دین کی عمارت تب مکمل ہوئی جب مکہ کے تیرہ سال کے دکھ، بدر و احد، احزاب وغطفان اور حنین و تبوک میں پروردگان رسالت کے پوتر گوشت، خون اور عظامِ عرش مقام اس کی بنیادوں میں ڈالے گئے،

اے رہ نوردانِ وادیٔ حق وصداقت!

کبھی نہ بھولنا کہ........ قبولیت و اجابت کا درحق اس وقت تک نہیں کھلے گا جب تک حق والے، دین کے متوالے، مجاہدہ وریاضت اور قربانی وایثار کی آزمائش میں پورے نہیں اترتے...... کہ

جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے

آج وطن عزیز وحشتوں کی زد میں ہے، مقتل گاہ انسانیت کی بدترین مثال ہے۔ عید کے پرمسرت موقع پر ہم اپنے رب کے حضور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے دین حق سے بغاوت اور یہود و نصاریٰ

کی تہذیب و ثقافت کی بھول بھلیوں اور دلکشیوں میں کھو گئے۔ نتیجتاً مسجدیں ویران، معاشی بدحالی، بدامنی، لوٹ کھسوٹ اور قتل وغارت گری عام۔ مسلمان، مسلمان کی جان کا دشمن، ملک خانہ جنگی کے دہانے پر، حکمران اور سیاست دان کرپٹ، قومی ادارے تباہ و برباد، رشوت انعام، جھوٹ فیشن اور آرٹ، مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ عوام کے اعتماد سے محروم! آخر ایسا کیوں ہے..........؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم مسلمان من حیث القوم اپنی شناخت کھو چکے ہوں؟

ہم نام کے مسلمان اور عمل میں یہود و نصاریٰ کے تمدن اور تہذیب کے اسیر ہو چکے ہوں؟

اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یقین مانیں کہ......... یہ وحشتیں اور کلفتیں اسی دور نئے پن اور منافقت کی سزا ہیں۔

اے کاش! ایسا ہو سکتا کہ......... ہم عید اسی طرح مناتے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منائی۔ ہم عید کی خوشیوں میں دنیا بھر کے معتوب و مظلوم مسلمانوں کو بھی شریک کرتے۔ اپنی دعاؤں، اخلاقی تعاون اور اپنی اجتماعی حمایت سے۔ مگر ہم نے تو انہیں یاد تک نہ کیا۔ کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، الجزائر، تاجکستان اور دنیا کے ہر خطے میں کفر کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہد مسلمانوں کو "مہا بھارڑو" امریکہ کی تقلید میں بنیاد پرست، دہشت گرد اور انتہا پسند جنونی کہہ کر ان کے زخم زخم جسموں کو کچوکے لگائے۔ حتیٰ کہ ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کو انہی مجاہدوں سے خالی کرانے کے لئے کافر ملکوں سے امداد و تعاون طلب کرلیا۔ عید حضور علیہ السلام کے طریقہ پر منانے کی بجائے کفار و مشرکین کے سے انداز اختیار کر کے ایمان، عقائد اور اعمال کا حلیہ بگاڑ دیا۔

یقیناً حالات آج بھی بدل سکتے ہیں۔ ہماری وحدت سے انقلاب بھی آسکتا ہے اور سامراج دنیا بھر میں ذلیل ورسوا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم مسلمان، فکری تہذیبی اور عملی طور پر اپنی شناخت بحال کریں،

سونے والو، جاگو۔ غافلو، چاق وچوبند اور مستعد ہو جاؤ۔ کسی کے انتظار میں بیٹھنے والو، مجاہد بنو حق پہچانو، قربانی وایثار کے پیکر بنو تقویٰ اور خلوص سے پاکستان کو امن، سلامتی اور یکجہتی کا گہوارہ بنادو۔

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

سید عطاء المحسن بخاری

اسلام کا طرز حکومت اور اہل سیاست مسلمان

خاتم النبیین اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے دنیا میں جمہوری نظام، قبائلی سسٹم اور کنگ ازم رائج تھا۔ لوگ ان غیر الہامی نظاموں پر راضی تھے۔ کفر و جبر کے سامنے راضی رہنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ عوام کی جبلت ثانیہ بن جاتی ہے یہی حال اعراب کا تھا۔ قرآن حکیم اس کی گواہی دیتا ہے۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾

ترجمہ: دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں۔ اور یہ اس لائق ہیں کہ ان احکام سے واقف ہوں جو اللہ نے حضور علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل دعوتی جدوجہد سے جنم لینے والی طاقت نے تمام باطل نظاموں کا ٹاٹ لپیٹ دیا۔ جمہوریت، کنگ ازم اور قبائلی سرداری نظام کے شیش محل چکنا چور ہو گئے۔ قیصر و کسریٰ ہلاکت آشنا ہو گئے اور مدینہ طیبہ سے طلوع ہونے والے نظام ریاست اور نظریہ سیاست نے وہ معیاری نظام قائم کیا جس کی دھوم چار دانگ عالم میں مچ گئی انسانوں کو انسانوں کی اطاعت و غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی اطاعت پر کمر بستہ کر دیا۔ انسان کو کائنات ہست و بود کا حامل بنا دیا، وسائل اور دولت کی بنیاد پر طاقت و شوکت کے مظاہرے دم توڑ گئے۔ اللہ نے برادری اور برابری کا دین عطا فرمایا۔ حقوق و مراعات اور مفادات کو مساوی کر دیا۔ انسانی معاشرے میں ہمہ جہت امن کی فضا پیدا کر دی۔ آج کے نام نہاد ترقی و شعور کے زمانے میں کروڑوں انسان، انسانوں کے غلام ہیں۔ انسانوں نے اپنی اطاعت و غلامی کے لئے "جمہوریت" کے نام سے ایک استحصالی نظریہ متعارف کرایا اور پوری دنیا کا کفر و شرک اس پر متحد ہو گیا۔ اسلام کی اپوزیشن اپنے لاؤ لشکر سمیت ملت اسلامیہ پر ٹوٹ پڑی اور اسلام کو انفرادی مسئلہ بنا کر اجتماعیت سے خارج کر دیا۔ بعض نالائق ظاہر کے مسلمانوں نے کفر سے مفاہمت کی، ہندو کا کفر انہیں بہت گھناؤنا لگا لیکن یہودیوں، نصرانیوں کے کفر کی "لذت" کے اسیر نخچیر ہو گئے۔ غیر مذہبی اخلاقیات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ یاد رکھو! انسانوں کے لئے اسلام سے بہتر عقیدہ، نظریہ سیاست، اور نظام ریاست کوئی نہیں ہے۔ اس کی کوئی مثال نہیں۔ اس وقت دنیا میں رائج سب نظام جمہوریت، سوشلزم، کیپٹل ازم، کنگ ازم امپیریل ازم، قبائلی و سرداری سسٹم اسلام کے سامنے ہیچ ہیں۔ کوئی نظام انسانی آزادی کا قائل ہے تو اس کے باقی تمام سلسلے جھوٹی پابندیوں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ کوئی نظام سرمائے کو عام کرتا ہے تو انسان کو غلام بناتا ہے۔ کوئی نظام صرف ایک انسان کو بہتری و برتری بخش کے تمام انسانوں کو اس کے بچاریوں میں شامل ہونے کو

کامیابی و کامرانی سمجھتا ہے۔ کئی نظام اس درندگی سے آراستہ ہیں کہ ان کی حیاتیاتی جنگ میں ہی فلاح ہے۔
ایک اسلام ہی ایسا دین ہے جو ہمیں عقیدۂ توحید سے نوازتا ہے۔
سروری و برتری صرف اللہ کا حق بتاتا ہے، ایمانی مساوات قائم کرتا ہے، معاشی عدل کے لئے زکواۃ ،صدقات اور انفاق عام (دولت کی گردش عام) کو نافذ کرتا ہے، اس کی تنفیذ میں امن وعافیت کو زیور بناتا ہے۔ حقوق کے مسئلہ میں اسلام نے پوری دنیا کے نظاموں سے الگ تھلگ ایک عظیم نظریہ دیا ہے کہ "تمام بنی آدم علیہ السلام، روٹی، پانی، کپڑا، مکان، تعلیم، علاج، امن اور تحفظ میں برابر ہیں۔ ریاستی زندگی میں، نظم حکومت میں، آئین وقانون میں، شورائیت کو سپریم قرار دیا۔ (پالیمنٹ، حکمران، مقننہ وغیرہ) وشاورھم فی الامر اور امرھم شوریٰ بینھم،" تمام امور میں اور خصوصاً امور سلطنت میں مشورہ کرو" میں پابند ہیں، اس کی زد میں ہیں اس میں لمحہ بھر کی خطا صدیوں کی سزا کے مترادف ہے۔ جس پر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب تک مسلمان اسلام کے دامن سے وابستہ رہے یہ تمام نعمتیں انہیں فراوانی اور آسانی سے ملتی رہیں۔ جیسے ہی مسلمانوں نے انسان کے گھڑے ہوئے، خبیث نظاموں کو اپنایا ان کی زندگی اجیرن ہو گئی۔ سکون غارت ہو گیا۔ پاکستانی مسلمانو! خصوصاً احرار ساتھیو! جب تمہارا دین، یقین اور ایمان یہ ہے تو پھر کسی کے انتظار میں ہلاکت آفریں گھڑیاں گننا موت سے بھی گراں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق دعوت سے آراستہ ہو کر نکلو اور پاکستان کو دین کا گہوارہ بنا دو۔ انسانی فیکٹری کے تمام باطل نظاموں کا ٹاٹ الٹ دو۔ جدید "غیر مذہبی اخلاقیات" کی بھرپور مزاحمت کرو۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کی اداؤں پر قربان ہو جاؤ۔

یہی ہے درس اُخوت یہی پیام بقاء ہے
کہ آدمی کے ستم سے تم آدمی کو چھڑاؤ

جدید دور کی فتنہ سامانیوں میں سب سے بڑا فتنہ جمہوریت، الیکشن اور ووٹوں کی بھیک مانگنا ہے۔ چند مال دار بھکاری قسم کے لوگ الیکشن کی آگ سلگاتے، مال خرچ کرتے، مارے مارے پھرتے، جھوٹے وعدے اور جھوٹے دعوے کرتے اور اس فتنے کا الاؤ روشن رکھتے ہیں۔ عوام کو لالچ دیتے ہیں کہ تم حاکم ہو۔ ان پڑھ عوام اس جھکے میں آجاتے ہیں اور ان عیار و مکار لوگوں کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ وہ ان سیڑھیوں پر چڑھ کو اقتدار کے سنگھاسن تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں یا اقتدار کی لیلیٰ کے حجلہ عروسی کے طواف میں گم ہو جاتے ہیں۔ اور قوم کا سرمایہ، قومی مفادات، وعدے سب خود غرضی کے تنور میں جلنے کے لئے پھینک دیتے ہیں، ان لوگوں کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ عملی طور پر یہ لوگ اعلیٰ درجہ کے بے دین ہوتے ہیں۔ پیر ان تسمہ پا کے ساتھ ان کی گاڑھی چھنتی ہے اور مال حرام میں سے ان کے تحفے، بدلے، نذرانے، چڑھاوے مغفرت کی آرزو پر نثار کئے جاتے ہیں۔ اور مولویوں کا ایک خاص طبقہ ان حرام خوروں کو بخشوانے کا ٹھیکہ لے لیتا ہے۔ سوم، چوتھا، ساتا، دسواں اور چالیسواں کے ناموں پر مال حرام ہڑپ کرتا ہے اور ان کو بخشش کی

نوید سنا دیتا ہے۔

ایسے چمگاڈروں اور شغالوں کی بری سنگت نے مولویوں کو بھی الیکشن کی فکری حرامکاری میں ملوث کردیا۔ ان مذہبی اجارہ داروں نے جمہوریت سے پیچ لڑایا، الیکشن کا تکل اُڑا اور ووٹوں کا بسنت منایا۔ کافرانہ نظام کی تمام رسمیں پوری کیں۔ جمہوری اداؤں سے اپنی مذہبی رفعت کو پامال کیا۔ نعرہ لگایا کہ ہم جمہوری عمل کے ذریعے ملک میں اسلام لانا چاہتے ہیں۔ کالی آندھیوں میں بہار کی رت دیکھنے کی تمنا یقیناً پڑھے لکھے دیوانے کا خواب ہے۔ یہ مذہب کے نام پر فراڈ ہے، اس پر مستزاد مذہبی ٹھیکیداری واجارہ داری کا وہ ناقوس ہے جو بجتا چلا جاتا ہے مسجدیں مدرسے ان کی جاگیر جس میں کسی کی شرکت تک انہیں گوارا نہیں۔ اتنے، خود پسند ہیں کہ ان کے روپے اور رائے سے اختلاف کرنے والا گردن زدنی ہوجاتا ہے۔ اس کے خلاف ایسا زہریلا پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ گوئیبلز بھی ہاتھ جوڑ کر انہیں پرنام کرتا اور ان کی نمسکار لیتا ہے۔ پاکستان میں نفاذ اسلام کی منزل کو دور کرنیوالا جمہوری والیکشنی مولوی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک اسلام الیکشن کے ذریعے نہیں آیا۔ اسلام آیا تو افغانستان میں جہاد کے ذریعے۔ اسلام کی حکومت قائم کرنے کے صرف دو طریقے ہیں۔ تبلیغ اور جہاد۔ سارا قرآن دعوت حق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھرا پڑا ہے۔ مگر الیکشن، ووٹ اور مال کی لذتیت نے ان مذہبی چمگاڈروں کو کہیں کا نہ رہنے دیا۔ اللہ انہیں ہدایت دے اور اسلام کے طریقے کا عامل بنا دے آمین:

سید کاشف گیلانی

نظم

مری دعا کو جو اذنِ رسائی دیتا ہے
وہ صرف ایک ہے مجھ کو دکھائی دیتا ہے

فقیہِ شہر کا دامن بھی صاف ہے تو کہو
کسی کے جرم کی کیونکر صفائی دیتا ہے

اس ابتلا سے نہ مانگوں میں کیوں خدا کی پناہ
کروں میں جس سے بھی نیکی برائی دیتا ہے

ہلا کے عدل کی زنجیر ہم بھی دیکھیں گے
کہ منصفوں کو کہاں تک سنائی دیتا ہے

سنا ہے خفیہ روابط ہیں اسکے غیروں سے
وہ رہنما جو ہمیں رہنمائی دیتا ہے

ملا کسی کو نہ انصاف شاہ کے در سے
گیا ہے در پہ جو اسکے دہائی دیتا ہے

ہمیں تو لُوٹ لیا ہے کسی نے دھوکے سے
وگرنہ کون یوں اپنی کمائی دیتا ہے

پڑے گا وقت تو وہ اک خدا ہے جو کاشف
تمہارے نطق کو شعلہ نوائی دیتا ہے

مولانا محمد زکریا سنبھلی

فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، سیدنا ابو سفیان، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سفیان کا نام صخر بن حرب ہے لیکن اپنی کنیت ابو سفیان کے ساتھ مشہور ہیں، انکی ایک کنیت ابو حنظلہ بھی تھی۔ قریش کے سرداروں اور مکہ کے ذہین ترین اور باا ثر لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کے باوجود ایمان لانے میں بہت تاخیر کی ،غزوہ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار تہہ تیغ کر دیئے گئے تھے، اس لئے غزوہ احد اور غزوہ خندق میں انھوں نے ہی مشرکین مکہ کے لشکروں کی قیادت کی۔ فتح مکہ سے ایک دن پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بالکل مکہ کے قریب تشریف فرما تھے تو حاضر خدمت ہوئے اور اسی وقت یا پھر دوسرے دن (فتح مکہ کے دن) ایمان لائے ہیں (ا)۔

فضائل

حضرت ابو سفیان نے اپنے کفر کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی خوب خوب مخالفت کی تھی لیکن اسلام لانے کے بعد اسلام کی حمایت میں غیر معمولی قربانیاں دے کر اس کی تلافی کر دی، ویسے بھی آپ کا فرمان ہے الاسلام یھدم ما کان قبلہ یعنی اسلام لانے کے بعد ماضی کے سارے گناہ اور قصور معاف ہو جاتے ہیں۔ کفر کے زمانہ میں بھی انھوں نے ابو جہل اور ابولہب کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں کو تکلیفیں نہیں پہنچائیں تھیں، ایمان لانے کے معاً بعد غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں شرکت کی ہے، غزوہ طائف میں تو انکی ایک آنکھ جاتی رہی تھی، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا تم چاہو تو میں اللہ سے تمھاری آنکھ کی صحت کی دعا کر دوں، اللہ تعالی اسکو ٹھیک کر دیگا ورنہ اس کے بدلہ میں اللہ تم کو جنت عطا فرمائے گا، حضرت ابو سفیان نے عرض کیا مجھے جنت چاہئے اور آنکھ کی تکلیف اور اسکے ضائع ہونے کو برداشت کر لیا۔ انکی دوسری آنکھ بھی غزوہ یرموک میں اللہ کے راستہ میں کام آ گئی تھی اور وہ بالکل نابینا ہو گئے تھے۔ غزوہ یرموک میں اپنے بیٹے حضرت یزید بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) کی قیادت میں مصروف جہاد تھے اور باآواز بلند دعا کر رہے تھے یا نصر اللہ اقترب، اے نصرت خداوندی قریب آجا، اور پوری طرح نابینا ہو جانے کے باوجود مسلمانوں کو ثابت قدم رہنے اور جم

کر دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی تلقین و نصیحت کر رہے تھے (۲)۔

صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے فرمایا تھا من دخل دار ابی سفیان فھو آمن (صحیح مسلم باب فتح مکہ)۔ مشہور تابعی حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دار ابی سفیان کو یہ شرف اسلئے عطا کیا گیا تھا کہ مکہ کے زمانہ قیام میں آپ نے بھی اس گھر میں مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے بچنے کے لئے پناہ لی تھی (۳)۔ اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے تحریر فرمایا ہے فیہ تالیف لابی سفیان و اظہار لشرفہ۔ یعنی آپ کے اس اعلان میں حضرت ابوسفیان کی تالیف قلب کے علاوہ انکی فضیلت کا بھی اظہار ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ابوسفیان نے ایمان لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول جس طرح زمانہ کفر میں، میں نے کفار کے لشکروں کی قیادت کی ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسلامی لشکر کی بھی قیادت کروں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ انکی قائدانہ صلاحیت سے واقف تھے اسلئے) آپ نے انکی یہ درخواست قبول فرمائی (۴)۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ کی ہی صاحبزادی ہیں، انکے تذکرہ میں یہ بات گذر چکی ہے کہ جب ابوسفیان کو اس کا علم ہوا کہ انکی بیٹی ام حبیبہ سے (جو اسوقت حبشہ میں تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمالیا ہے تو انھوں نے اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑے بلند تعریفی کلمات کہے۔ انکے صاحبزادے حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت معاویہ بھی ایمان لانے کے بعد اسلام کے بہترین خادم اور مسلمانوں کے قائد بنے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان بھی فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔ ایمان لانے کے بعد بہت سے معرکوں میں شرکت کی تھی، ملک شام اور اس کے اطراف کے بہت سے علاقوں کے فتح کرنے میں انکی حربی صلاحیتوں کو کافی دخل رہا ہے۔

وفات

حضرت ابوسفیان کی وفات خلافت عثمانی کے زمانہ میں ہوئی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سولم کی بعثت سے پانچ سال پہلے ہوئی تھی، صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے ہیں، اپنے ایمان لانے کا واقعہ بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے سے منع کردیا اور آپ کے اور مکہ والوں

کے درمیان صلح نامہ لکھے جانے کے بعد آپ مدینہ طیبہ واپس جانے لگے تو مجھے آپ کے نبی برحق ہونے کا یقین ہو گیا تھا اور جب آئندہ سال آپ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں تو میں مسلمان ہو چکا تھا، لیکن والدین کے خوف سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا اور فتح مکہ کے دن جب والدین بھی مسلمان ہو گئے تو میں نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر دیا (۵)۔ فتح مکہ کے بعد اس خاندان کے غالباً سبھی لوگ مدینہ آ گئے ہیں۔

فضائل

حضرت معاویہ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی کمالات سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا، وہ بہت ہی حسین و جمیل، طویل القامت، باوقار، حلیم و بردبار، نہایت ذہین اور معاملہ فہم شخص تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی اور خط و کتابت کی خدمت بھی ان کے سپرد کر دی تھی (۶)۔ آپ نے انکے لئے متعدد بار دعائیں فرمائی ہیں۔ ایک بار انکے لئے آپ نے دعا فرمائی اللھم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب (۷) اے اللہ معاویہ کو کتابت اور فن حساب سکھا دیجئے اور ان کو آخرت کے عذاب سے بچائیے، اسی روایت کی بعض سندوں کے ساتھ اس کے متن میں ومکن لہ فی البلاد کا اضافہ بھی ذکر کیا گیا ہے، جس کا ترجمہ "اور ملکوں ملکوں انکو اقتدار نصیب فرمائیے" ہوتا ہے۔ جامع ترمذی کی ایک روایت میں انکے لئے آپ کے دعا کے الفاظ اس طرح نقل کئے گئے ہیں اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً واھد بہ (۸) اے اللہ معاویہ کو اپنے بندوں کے لئے ذریعہ ہدایت اور خود ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور ان سے ہدایت کا کام بھی لے لیجئے۔ آپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مذکورہ دعائیں سب ہی قبول ہوئیں۔ وہ بہترین کاتب تھے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو کتابت وحی اور اپنی خط و کتابت کے لئے بھی منتخب فرمایا تھا، حساب کتاب کے ماہر تھے، اللہ نے انکو دور دراز علاقوں تک اسلامی سلطنت کے وسیع کرنے کا ذریعہ بنایا، وہ خود بھی ہدایت یافتہ تھے اور اللہ ہی جانتا ہے کتنے بندگان خدا ان کی وجہ سے دولت ایمان سے سرفراز ہوئے اور رہا آخرت کا معاملہ سو وہ تو ارحم الراحمین کے ہاتھ میں ہی ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی میں اسلامی فوج کے ایک بہترین سپاہی تھے۔ پھر خلفاء ثلثہ کے عہد میں اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پہ ترقی کرتے رہے، انکو حضرت عمر نے ملک شام کا گورنر بنایا تھا اور حضرت عثمان کے عہد خلافت میں بھی وہ اسی منصب پر فائز رہے (۹)۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد انکے اور حضرت علی کے مابین اختلاف اور جنگ و جدال رہا لیکن جب حضرت حسن خلافت سے ان کے حق میں دست بردار ہو گئے تو وہ خلیفۃ المسلمین ہو گئے اور ایک طویل مدت تک باتفاق

عام صحابہ و تابعین وہ امیر المومنین رہے ہیں۔اس زمانہ میں انھوں نے اسلام کے خلاف سازشوں اور شورشوں کو یکسر ختم کردیا تھااور مملکت اسلامی میں ہر طرف سکون ہی نظر آتا تھااسلئے اسلامی فوجوں کو غیر اسلامی علاقوں تک دین کی دعوت پہنچانے اور انکو مفتوح کرنیکا خوب موقع ملا۔اس کی تفصیل البدایہ والنھایہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ وہ غیر مسلموں کے ساتھ جنگ میں بھی اسلامی اصولوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی بہت پابندی کرتے تھے۔صرف اس ایک مثال ہی سے اس سلسلہ میں بھی انکے متبع سنت ہونیکااندازہ ہوجائیگا۔ حضرت سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں حضرت معاویہ اور اہل روم کے درمیان ناجنگ معاہدہ تھا،جب اس کی مدت ختم ہونے کے قریب ہوئی تو حضرت معاویہ نے اسلامی فوجوں کو روم کی سرحد کے قریب بھیجہ شروع کردیا تاکہ جیسے ہی مدت ختم ہو ملک روم پر حملہ کردیا جائے۔بظاہر تو یہ عمل چونکہ ناجنگ معاہدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ہوگا اس لئے کوئی عہد شکنی کی بات نہ تھی لیکن ایک صحابی حضرت عمرو بن عبسہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے اللہ اکبر وفا لاغدر یعنی اللہ اکبر ہم لوگوں کے لئے عہد کو پورا کرنا لازمی ہے،بدعہدی جائز نہیں ہے۔حضرت معاویہ نے ان کی اس بات کا مطلب دریافت کیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ جس شخص کا کسی قوم سے کوئی عہد و پیمان ہو تو اس شخص کو اس عہد و پیمان میں کوئی تبدیلی اور تغیر نہ کرنا چاہئے حتی کہ اس عہد کی مدت پوری ہوجائے،یا اسکو اس حال میں ختم کیا جائے کہ فریقین بالکل مساوی حیثیت میں ہوں۔ حضرت عمرو بن عبسہ کا مطلب یہ تھا کہ رومیوں کی غفلت میں فوجوں کو وہاں لیجا کر جمع کرنا تاکہ مدت ختم ہوتے ہی حملہ کردیا جائے یہ بھی بدعہدی ہی ہے۔حضرت معاویہ نے فوج کو فوراً واپسی کا حکم دیدیا(۱۰)۔

انکے تقوی اور خوف خدا کا ایک واقعہ اور پڑھ لیجئے،حضرت ابوہریرہ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ریاکار شہید،ریاکار عالم،ریاکار مال خرچ کرنے والا،یہ تینوں شخص سب سے پہلے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔یہ حدیث جب حضرت ابوہریرہ کے کسی شاگرد نے حضرت معاویہ کو سنائی تو حضرت معاویہ کا روتے روتے یہ حال ہوگیا کہ وہاں پر موجود لوگوں کو یہ خطرہ ہونے لگا کہ کہیں انکی موت واقع نہ ہوجائے(۱۱)۔

اتباع سنت کا بہت خیال رکھتے تھے،رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورتوں کو اپنے بالوں میں دوسرے بال شامل نہ کرنے چاہئیں۔حضرت معاویہ کے علم میں یہ بات آئی کہ مدینہ کی بعض عورتیں ایسا کرنے لگی ہیں تو ایک دن خطبہ میں فرمایا کہ علماء مدینہ کہاں چلے گئے

ہیں۔ عورتوں کو ایسا کرنے سے کیوں نہیں منع کرتے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (۱۲)۔

وفات

صحیح قول کے مطابق حضرت معاویہ کی وفات رجب ۶۰ھ میں ہوئی ہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حواشی

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۲، ص ۱۰۵ و اصابہ ج ۳، ص ۲۲۸۔ (۲) اصابہ ج ۳، ص ۲۲۸ و سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۰۶۔ (۳) اصابہ ص ۲۲۸۔ (۴) صحیح مسلم فی المناقب۔ (۵) سیر اعلام النبلاء ج ۲، ص ۱۱۲۔ (۶) اصابہ ج ۶، ص ۱۱۳۔ (۷) سیر اعلام النبلاء ج ۲، ص ۱۲۲۔ (۸) جامع ترمذی فی المناقب۔ (۹) اصابہ فی ذکر معاویہ۔ (۱۰) جامع ترمذی فی باب ماجاء فی الغدر۔ (۱۱) ترمذی فی ابواب الزھد۔ (۱۲) صحیح مسلم باب تحریم فعل الواصلة۔ (بشکریہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ فروری ۱۹۹۸ء)

جنت میں گھر بنائیے

جامع مسجد ختم نبوت کے لئے پنکھوں کی ضرورت

جامع مسجد ختمِ نبوت دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان کے لئے
۲۰ پنکھوں کی فوری ضرورت ہے۔
احباب و معاونین سے درخواست ہے کہ پاک فین "56 سائز کے سفید پنکھے
یا ان کی قیمت عنایت فرما کر جنت میں اپنا گھر بنائیں

ترسیل زر کے لئے:

چیک یا ڈرافٹ بنام: سید عطاء المحسن بخاری، اکاؤنٹ نمبر 29932
حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

شورش کاشمیری

اقبال

میرا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں نے پچھلی صدی میں دو عظیم علمی وجود پیدا کئے ہیں۔ علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد۔ اوّل الذکر کو مسلمانوں کی بے پناہ عقیدت لے ڈوبی ہے اور ثانی الذکر کو مسلمانوں کی بے پناہ نفرت۔

مسلمانوں نے علامہ اقبال سے جو عقیدت استوار کی ہے اس کا رشتہ دماغی نہیں قلبی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دل کی محبت ہمیشہ اندھی ہوتی ہے۔ مسلمان اقبال کے نام سے محبت کرتے ہیں، لیکن اقبال کے کلام کو صرف گاتے یا گواتے ہیں۔ع

میرا یاراں غزل خوانے شمر وند

اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال نے ہندوستانی مسلمانوں کی فکری زندگی پر سرسید کے بعد سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے۔ وہ اپنے فکری خطوط کی بنیاد پر جس انقلاب کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے اگر وہ برپا ہو تو مسلمانوں کی جدید صورت حالات کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی عملی زندگی اس کے فہم ہی سے معذور ہے

اس کے برعکس مولانا ابوالکلام آزاد کا تبحر علمی مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کے ہتھے چڑھ گیا۔ اور نتیجہ معلوم کہ مسلمانوں نے من حیث الجماعت ان کے افکار کو بھی متہم ٹھہرایا۔ دونوں ایک دوسرے کے معاصر تھے لیکن دونوں ایک دوسرے سے دور۔ دونوں میں معاصر ہونے کا بُعد تھا۔ لیکن دونوں میں بعض باتیں قدرِ مشترک کا درجہ رکھتی تھیں۔ مثلاً

۱- دونوں تخلیہ پسند تھے اور دونوں کو کبھی ہجوم کی معیت پسند نہیں آئی۔

۲- دونوں کے گردوپیش ایک خاص ڈھب کے عقیدت مند جمع ہوتے تھے۔

۳- دونوں کے ذہنی خطوط دو مختلف تحریکوں اور دو مختلف رہنماؤں کی طرف راجع تھے۔

اقبال، قائداعظم کو دیکھتے تھے اور خود گوشہ نشین تھے یعنی عمل سے الگ تھلگ گویا ان کا فکری ایک عمل تھا۔ ابوالکلام، گاندھی جی کے ہمقدم تھے اور اقبال کے برعکس اپنے نظریات کے لئے صعوبتیں بھی جھیلتے تھے۔

۴- دونوں عوام میں گھلنے ملنے کی بہ نسبت عوام سے پرے رہنے میں ذہنی مسرت محسوس کرتے تھے۔

۵- دونوں "انا" کے سدرۃ المنتہیٰ پر تھے۔

۶- دونوں کی ذاتی زندگی کے اعمال وافعال میں شروع سے آخیر تک، عجیب وغریب یکسانیت پائی جاتی ہے۔ جس سے INTELLECTUALS کی سیرت کے برگ وبار سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

راقم الحروف کو حضرت علامہ سے ذاتی نیاز حاصل نہ تھا۔ ایک دفعہ اسکول لائف میں ہم دو چار دوست ان کے ہاں سلام عقیدت کے لئے گئے تو حضرت علامہ نے جو کوٹھی کے برآمدے ہی میں کھڑے تھے ملنے سے انکار کردیا۔ بلکہ نہایت درشت لہجہ میں فرمایا۔ واپس جاؤ۔

۱۹۳۶ء میں مولانا ظفر علی خاں کی معرفت ان سے تعارف ہو گیا مگر ان سے میل ملاپ میرے خیال میں چنداں آسان نہ تھا۔ وہ اپنی زندگی میں بڑے ہی سخت مزاج تھے۔

آزاد ہند فوج میں جس خاتون نے رانی جھانسی کا لقب پایا غالباً اس کی والدہ ۱۹۳۷ء میں مختلف شہروں کا دورہ کررہی تھیں۔ مدراس سے لاہور پہنچیں۔ علامہ اقبال کے ہاں گئیں۔ اتفاق سے مولانا ظفر علی خاں اور راقم الحروف علامہ کے ہاں موجود تھے۔ اور حضرت علامہ ہمیں صحن میں بٹھا کر خود اندر کھانا کھانے تشریف لے گئے تھے۔ وہ خاتون جلدی میں اندر ہی چلی گئیں۔ لیکن الٹے پاؤں منہ بسورے واپس آئیں۔ مولانا ظفر علی خاں نے دریافت کیا تو پتہ چلا حضرت علامہ نے سخت الفاظ میں ڈانٹا ہے۔ اتنے میں علامہ بھی باہر تشریف لے آئے، ان کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ بڑے ہی تیز کلمے کہے اور جب وہ بیک بینی، دو گوش نکل گئی تو فرمایا:

"دیکھئے نا یہ بڑھیا جوان لڑکی ساتھ لئے پھرتی ہے۔ اور اس پر کتنا مستزاد ہے۔ اس کو خبر نہیں کہ یہ مسلما کا مکان ہے۔"

سو اتفاق سمجھیئے کہ حضرت علامہ کو مزید ایک دو بار اسی مزاج میں پایا۔۔۔ آج تک میرا ذہن عقیدت مندی کے باجود اس خیال میں پکا ہے کہ وہ مزاجاً۔ "نسیم سحر" نہ تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اسی مزاج کے بزرگ ہیں۔ ان کی طبیعت میں بھی استغنا، مزاج میں انا اور چہرے پر بے نیازی مسلط ہے۔ وہ عقیدت مندوں کو ہمیشہ کھیت کی کھاد سمجھتے ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو علامہ اقبال کے مخلصین میں سے تھے۔ عموماً کہا کرتے ہیں:

اقبال کا قلم تمام عمر صحیح رہا۔ اور قدم اکثر و بیشتر غلط۔ لیکن ان کا یہ خیال کچھ جچتا نہیں۔ کیوں کہ اقبال نے کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا، وہ یا تو پکارتا رہا یا للکارتا رہا یا پھر برے کی طرح لہراتا رہا۔ ع

وہ اک مرد تن آساں تھا تن آسانوں کے کام آیا

میں اقبال کو مشرق کا کارل مارکس سمجھتا ہوں اور کارل مارکس کو مغرب کا اقبال۔ اور جب مجھ سے میرے دوست اس کی توجیہہ چاہتے ہیں تو میرا وجدان الفاظ کو گنگ پاتا ہے۔

سیدنا معاویہ پر اعتراضات کا علمی تجزیہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (قیمت: =/200 روپے)

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

ابن انشاء

اقبال کے دوست اور ہم جلیس

بڑے لوگوں کے دوستوں اور ہم جلیسوں میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اس دوستی اور ہم جلیسی کا اشتہار دے کر خود بھی ناموری حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے وہ عجزوفروتنی کے پتلے جو شہرت سے بھاگتے ہیں۔ کم از کم اپنے ممدوح کی زندگی میں۔ ہاں اس کے بعد رسالوں کے ایڈیٹروں کے پرزور اصرار پر انہیں اپنے تعلقات کو الم نشرح کرنا پڑے تو دوسری بات ہے۔

ڈاکٹر لکیرالدین فقیر کو لیجئے۔ جیسے اور پروفیسر ہوتے ہیں ویسے ہی یہ تھے۔ لوگ فقط اتنا جانتے تھے کہ علامہ اقبال کے ہاں اٹھتے بیٹھتے تھے۔ سو یہ بھی خصوصیت کی کوئی بات نہیں۔ یہ انکشاف علامہ کے انتقال کے بعد ہوا کہ جب کوئی فلسفے کا دقیق مسئلہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تو انہی سے رجوع کرتے تھے۔ ڈاکٹر لکیرالدین فقیر نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک روز آدھی رات کو میں چونک کر اٹھا اور کھڑکی میں سے جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ علامہ مہرور کا خادم خاص علی بخش ہے۔ میں نے پوچھا خیریت! جواب ملا، علامہ صاحب نے یاد فرمایا ہے۔ میں نے کہا۔ اسوقت؟۔ بولا "جی ہاں اس وقت اور تاکید کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو لے کر آنا۔" میں حاضر ہوا تو اپنے لحاف میں جگہ دی اور فرمایا۔ "آج ایک صاحب نے گفتگو میں رازی کا ذکر کیا۔ تم جانتے ہو میں تو شاعر آدمی ہوں۔ آخر کیا کیا پڑھوں؟ اس وقت یہ پوچھنے کو تکلیف دی ہے کہ یہ رازی کون صاحب تھے۔ اور ان کا فلسفہ کیا تھا؟" میں دل ہی دل میں ہنسا کہ دیکھو اللہ والے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ بہرحال تعمیل ارشاد میں میں نے امام فخرالدین رازی اور ان کے مکتب فکر کا سیر حاصل احاطہ کیا اور اجازت چاہی۔ علامہ صاحب دروازے تک آئے آبدیدہ ہو کر رخصت کیا۔ اور کہا "تم نے میری مشکل آسان کر دی۔ اب اس شہر میں اور کون رہ گیا ہے جس سے کچھ پوچھ سکوں۔"

اگلی اتوار کو "زمیندار" کا پرچہ کھولا تو صفحۂ اوّل پر علامہ موصوف کی نظم تھی جس میں وہ مصرع ہے:

غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

ہرچند میں نے واضح کر دیا تھا کہ رازی کا فلسفہ خاصا پیش پاافتادہ ہے دقیق ہرگز نہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے علامہ مرحوم کو ایسا ہی لگا۔

مدرسہ علمیہ شرطیہ موچی دروازے کے پرنسپل مرزا اللہ دتہ خیال نے جو چھے ماہ میں میٹرک اور دو سال میں بی اے پاس کرانے کی گارنٹی لیتے ہیں۔ ماہ نامہ "تصویر بتاں" میں پہلی بار اس بات کا اعتراف کیا کہ علامہ مرحوم کو مثنوی مولانا روم کے بعض مقامات میں الجھن ہوتی تو مجھے یاد فرماتے تھے۔ ایک بار میں نے عرض کیا کہ آپ منشی فاضل کیوں نہیں کر لیتے۔ تمام علوم آپ کے لئے پانی ہو جائیں گے۔ بولے "اس عمر میں اتنی محنت شاقہ نہیں کر سکتا" بعد میں میں نے سوچا کہ واقعی شعراء تلامیذ الرحمان ہوتے ہیں۔ ان کو علم اور ریسرچ

کے جھمیلوں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ یہ تو ہم جیسے سر پھروں کا کام ہے۔

علامہ کے ایک جگری دوست رنجور فیروز پوری کو بھی لوگ گوشہ گمنامی سے نکال لائے۔ ایک بصیرت افروز مضمون میں آپ نے لکھا "خاکسار نے اپنے لئے شاعری کو کبھی ذریعۂ عزت نہیں جانا۔ بزرگ ہمیشہ سے نیچر بندی کرتے آئے تھے۔ اس میں خدا نے مجھے برکت دی۔ جو ٹوٹا پھوٹا کلام بسبیل ارتجال کہتا تھا۔ علامہ صاحب کی نذر کر دیتا تھا۔ اب بھی دیکھتا ہوں کہ ارمغان حجاز وغیرہ کتابوں میں سینکڑوں ہی مصرعے جو اس ہیچ مداں کج مج زباں نے علامہ کے گوش گزار کئے تھے۔ نگینوں کی طرح چمک رہے ہیں۔

حکیم عزرائیلی مصنف طب بقراطی نے نمائندہ "صبح وشام" کو انٹرویو دیا تو بتایا کہ ایک زمانے میں حکیم الامت کو بھی طب کا شوق ہوا۔ بندہ نسخہ لکھتا اور علامہ مرحوم پڑیاں بناتے اور جوشاندے کوٹتے چھانتے۔ اس دوران اگر فکر سخن میں مستغرق ہو جاتے تو کبھی کبھی باون دستے میں اپنا انگوٹھا پھوڑ بیٹھتے۔ دوسرے روز عقیدت مند پوچھتے کہ یہ کیا ہوا؟ تو فقط مسکرا کر انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کر دیتے۔

عام لوگوں کا یہ خیال تھا کہ علامہ مرحوم آخری سالوں میں کبوتر بازی اور پہلوانی نہیں کرتے تھے اور پینڈھے لڑانے کا شوق بھی ترک کر دیا تھا۔ صحیح صورت حال سے میاں معراج دین گوجرانوالوی نے رسالہ "غزل الغزلات" کے اقبال نمبر میں پردہ اٹھایا۔ پھر علامہ مذکور کے احوال میں اکثر آیا ہے کہ فلاں بات سنی اور آبدیدہ ہو گئے۔ فلاں ذکر ہوا اور آنسوؤں کا تار بندھ گیا۔ اس کا بھید بھی علامہ مرحوم کے ایک اور قریبی دوست ڈاکٹر عین الدین ماہر امراض چشم نے کھولا۔

اسی زمرے میں ڈاکٹر محمد موسیٰ پرنسپل بانگ درا ہومیو پیتھک کالج گڑھی شاہو کو رکھیئے جنہوں نے علامہ اقبال مرحوم کی زندگی کے ایک اور غیر معروف گوشے کو بے نقاب کیا۔ اپنی کتاب "تسہیل الہومیو پیتھی" کے دیباچے میں رقم طراز ہیں۔ "لوگوں کو یہ گمان غلط ہے کہ ڈاکٹر اقبال فقط نام کے ڈاکٹر تھے۔ اس عاجز کا مطالعہ اتنا نہیں کہ ان کے شاعرانہ مقام پر گفتگو کر سکے۔ ہاں اتنا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مرض کی تشخیص میں اپنے بعد میں نے انہی کو دیکھا۔ بعض اوقات دواؤں کے ضمن میں بھی ایسے قابل قدر مشورے دیتے کہ یہ عاجز اپنے تبحر علمی کے باوجود حیران رہ جاتا۔ بہرحال شاعر تو ہمارے ہاں اب بھی اچھے اچھے پائے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک علامہ مرحوم کی رحلت ہومیو پیتھی طب کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ میں مریضوں پر توجہ دیتا اور وہ ایک کونے میں بیٹھے حقہ پیتے رہتے۔ تاہم اس عاجز کے مطب کی کامیابی میں جو مایوس مریضوں کی آخری امید گاہ ہے۔ اور جہاں خالص جرمن ادویات بکفایت فراہم کی جاتی ہیں۔ ان کے نام نامی کا بڑا دخل تھا۔ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی ایک مشہور تصنیف کا نام بھی عاجز کے مطب کے نام پر رکھا۔

نیک مشورہ

محمد عمر فاروق:

نصف صدی بیشتر کا قصہ ہے۔ جب برصغیر کے مسلمان، حکومت برطانیہ سے آزادی کی فیصلہ کن جنگ لڑ رہے تھے۔ کانگریس، مسلم لیگ، مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء ہند، خاکسار تحریک اور خدائی خدمت گار مختلف محاذوں پر مشترکہ دشمن انگریز سے معرکہ آراء تھے۔ مقصود سبھی کا انگریز سے خلاصی اور وطن کی آزادی تھا۔ یعنی منزل ایک تھی لیکن راہیں جدا جدا تھیں۔ اکثر جماعتیں مسلم لیگ کے مؤقف سے متفق نہ تھیں اور جب پاکستان بن گیا تو اصولاً وہ اختلاف جو ان جماعتوں اور مسلم لیگ کے مابین رہا تھا۔ اب ختم ہو جانا چاہیے تھا اور وہ سب نفرتیں محبتوں میں، بُعد قربتوں میں اور بغض وعداوت باہمی لطف و کرم میں ڈھل جاتیں لیکن ایسا نہ ہوا اور دلوں کا زنگ نہ اتر سکا۔

ملک گوناں گوں مسائل کے گرداب میں گھرا ہوا تھا، جس مستزاد یہ داخلی انتشار تھا۔ جبکہ ہندوستان اور اس کی حلیف قوتیں پاکستان کے ٹوٹ جانے اور پھر اکھنڈ بھارت بننے کی آس لگائے بیٹھی تھیں۔ ان نازک حالات میں جب کہ ملک اپنے بیٹوں سے استحکام اور سلامتی کے تحفظ کا متقاضی تھا۔ ان جانکنی کے لمحات میں انسانی عظمتوں کی بلندیوں پر فائز جس مرد مجاہد نے سب سے پہلے لبیک کی صدا دی۔ وہ مجلس احرار اسلام کے بانی اور برصغیر پاک وہند کے شعلہ نوا خطیب اور مدبر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے۔ جنہوں نے برملا اپنی رائے کی شکست کا اعتراف کیا اور مسلم لیگ کی لاج رکھتے ہوئے مسلم لیگ کے حق میں انتخابی سیاست سے دستبرداری کا تاریخی اعلان کیا اور فیصلہ کیا کہ آئندہ مجلس احرار اسلام دینی امور وفرائض کی انجام دہی کے لئے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے گی۔

۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے صدر ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم کے نام شاہ جی نے اپنے مکتوب میں لکھا کہ

"لیگ سے ہماری سیاسی کش مکش ختم ہو چکی ہے اور الیکشن کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی۔ اس وقت لیگ قوت خاکہ ہے اور مسلمانوں نے اسے بنایا اور قبول کیا ہے۔ میری آخری رائے اب بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح وبہبود کی راہیں سوچنی چاہئیں اور اس کے لئے عملی قدم اٹھانا چاہیے۔ مجلس احرار اسلام کو ہر نیک کام میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ اور خلاف شرع کام سے اجتناب۔ اصلاح احوال کے لئے ایک دوسرے سے مل کر "الدین النصیحہ" پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ یہ ارشاد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا"

بعد ازاں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"ہم نے دس لاکھ مسلمانوں کا خون دے کر اور ایک کروڑ مسلمانوں کو بے گھر کر کے ایک آزاد وطن حاصل کیا ہے۔ اس کی آزادی ہمیں ہر چیز پر مقدم ہے۔ ہم پاکستان کو ایک مستحکم اور

ناقابل تسخیر ملک دیکھنا چاہتے ہیں جو داخلی اور خارجی دشمنوں سے محفوظ ہو۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ اس ملک کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔ مسلم لیگ نے آج سے چالیس سال قبل ایک نعرہ لگایا تھا۔ وہ نعرہ تھا مسلمانوں کی سربلندی کا۔ آہستہ آہستہ ایک دور آیا کہ مسلم لیگ نے اعلان کیا کہ وہ اس برصغیر میں مسلمانوں کے لئے ایک آزاد وطن چاہتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مجلس احرار اسلام نے تقسیم کے نظریہ سے دیانتدارانہ اختلاف کیا۔ ہم نے جب یہ سمجھا اور محسوس کیا کہ قوم نے ایک فیصلہ دے دیا ہے اور وہ فیصلہ ہے......... قیام پاکستان کا! تو ہم نے اس مطالبہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ یہ وطن جس کی خاک کا ہر ذرہ مجھے عزیز ہے ہر چیز سے عزیز تر ہے۔ اس کی آزادی، سلامتی اور استحکام جزو ایمان ہے۔ پاکستان کی آزادی کی حفاظت کے لئے کروڑوں عطاء اللہ شاہ بخاری قربان کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے وطن کی آزادی پر کوئی آنچ آئے میں سمجھتا ہوں کہ اب جبکہ پاکستان بن چکا ہے۔ اس کی حفاظت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہونا چاہیے۔ میں پاکستان کو داخلی دشمنوں سے محفوظ کرنے کا ہر قیمت پر تہیہ کرچکا ہوں۔

ہم یہ برداشت نہیں کرسکتے۔ کہ کوئی گروہ یا ٹولہ اکھنڈ بھارت کا نعرہ لگا کر پاکستان کی حدود کے اندر آباد رہ سکے۔ خارجی دشمن کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن داخلی دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کی موجودگی میں یہ سمجھ لینا کہ ہم محفوظ ہیں۔ انتہائی بے وقوفی ہے۔ ''حماقت ہے۔ اسلئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ کو مستحکم بنایا جائے کیونکہ مسلم لیگ کا استحکام مسلمانوں کے استحکام کا ضامن ہے۔ ہم ملک کے امن وامان، فلاح وبہبود، استحکام اور سربلندی کے لئے حکومت سے پورا اور غیر مشروط تعاون کرتے رہیں گے۔''

اسی اثناء میں آپنے نوجوانوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا

''میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا۔ میرے پاس نہ دولت ہے نہ ثروت۔ میں آپ کی خدمت میں پورے خلوص سے التجا کرتا ہوں۔ آپ کے پاؤں پر سفید داڑھی رکھ کر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اسے منظور کریں اور یہ کہ کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہ رہے جو مسلم لیگ کی نیشنل گارڈ کی وردی نہ پہنے ہوئے ہو''

مجلس احرار کے اس فیصلے اوران اقدامات نےان کا بے پایاں خلوص اور بے غرضی عوام کے دلوں پر نقش کردی۔

اس کے برعکس خدائی خدمت گاروں نے ہندوستان سے ناطہ توڑنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ خان عبدالغفار خان تادم مرگ ''سرحدی گاندھی'' کہلانے پر فخر کرتے رہے اور پاکستان اور بانئ پاکستان ان کے سب وشتم کا نشانہ بن گئے۔ اس سے انکار نہیں کہ خان قیوم خان کی حکومت نے سرخپوشوں پر شدید مظالم کی بدترین مثال قائم

کی اور انہیں غدار قرار دے کر اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹا۔ جبکہ خود قیوم خان پاکستان بننے سے ایک آدھ سال پہلے کانگریس میں تھے۔ لیکن قیوم خان کی زیادتیوں کا انتقام پاکستان سے لینا، کہاں کی دانشمندی اور دانائی ہے۔ ولی خان صاحب! خاندان سے لڑائی ہو جائے تو اپنے ماں باپ کو رگیدا نہیں جاتا۔ چہ جائیکہ انہیں گالی دی جائے۔

حال ہی میں پختونخواہ کے مسئلہ پر اے این پی اور مسلم لیگ کے نزاع میں اے این پی کے لیڈروں کے بانیٔ پاکستان کے خلاف توہین آمیز بیانات نے ان کی پوزیشن خطرناک کردی ہے۔ ایسے بیانات دشمن کی تخریب کاری سے کہیں زیادہ ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے ہیں۔ ملکی سلامتی سب اصولوں پر اور سب مفادات پر فائق ہے۔ ملک ہی باقی نہ رہے تو پختونخواہ کہاں بنایا جائے گا۔

یاد رکھئے! تاریخ کی ابدی سچائی کبھی مدھم نہیں پڑتی بلکہ وہ اپنے نور صداقت سے آنکھوں کو خیرہ اور شعور کے جہانوں کو منور کرتی ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب برصغیر میں ادب وانشاء اور دین و سیاست کی متاع عظیم مولانا ابوالکلام آزاد! جو بجا طور پر "امام الہند" کہلائے جاتے تھے۔ وہ قیام پاکستان سے قبل کانگریس کے سٹیج سے بانیٔ پاکستان جناح صاحب محمد علی جناح کے سیاسی حریف تھے۔ ان دو عظیم شخصیات میں ٹکراؤ بھی ہوا۔ بلکہ ایک موقع پر جناح صاحب کے منہ سے ان کے لئے "کانگریس کا شو بوائے" ایسا لفظ بھی نکلا۔ لیکن زمانہ گواہ ہے کہ ابوالکلام نے جواب نہ دے کر تحمل و بردباری کی مثال قائم کردی کہ سیاست میں تلخ مقام تو آتے ہی رہتے ہیں۔ بانیٔ پاکستان کی رحلت کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد ۱۹۵۱ء میں بھارت کے وزیر تعلیم کی حیثیت سے یورپ سے واپسی پر کراچی صرف اس لئے رکے کہ جناح صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھیں۔ مولانا آزاد مزار جناح گئے اور فاتحہ پڑھ کر واپس اپنے جہاز میں چلے گئے۔ جس پر حمید نظامی مرحوم نے ابولکلام آزاد کے اس عمل کو ان کی عظمت کی دلیل قرار دیا تھا۔ اور اپنے اداریہ میں حکومت پاکستان کی طرف سے مولانا آزاد کو سرکاری پروٹوکول نہ دینے پر سخت احتجاج کیا تھا۔

اگر غفار خان کانگریس کے سچے پیروکار ہوتے تو وہ مولانا ابولکلام آزاد کی پیروی اور ان کی طرح جناح صاحب اور مسلم لیگ سے اپنے سابقہ اختلافات کو یکسر ختم کرنے کا اعلان کردیتے۔ خان عبدالغفار خان تو مولانا آزاد کے ایک پرخلوص مشورے کو پہلے بھی ٹھکرا چکے تھے۔ - اگر وہ مولانا آزاد کا مشورہ مان لیتے تو وہ ہمیشہ کے لئے قومی دھارے میں شریک ہو سکتے تھے لیکن کسی لمحے انسان کا ایک جذباتی فیصلہ اور کوئی معمولی فرو گزاشت اسے قرنوں پیچھے دھکیل دیتی ہے۔ یہی سرخپوش رہنما کے ساتھ بھی ہوا کہ جب ان کی قربانیوں کا شجر ثمر آور ہوا تو اپنے غلط فیصلے کے نتیجے میں انہوں نے خود اس کی جڑیں کاٹ ڈالیں۔ حالانکہ خود غفار خان نے اپنے ایک پشتو مضمون میں اعتراف کیا تھا کہ

"جس وقت جون ۱۹۴۷ء میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ہندوستان کی تقسیم کو تسلیم کرلیا ہو اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد میرے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا تمہیں چاہیے کہ اب مسلم لیگ میں شامل ہو جاؤ" (ہفت روزہ "پرچم ہند" دہلی۔ ۱۹ مئی ۱۹۶۸ء)

اندازہ کیجئے کتنا نیک اور صائب مشورہ تھا اور وہ بھی مسلم لیگ کے ایک سیاسی حریف، مگر صاحب بصیرت انسان کا! جسے باچاخان نے قبول نہ کیا۔ بالفاظ دیگر ابوالکلام آزاد انہیں کہہ رہے تھے کہ غفار خان! پاکستان کا قیام ایک حقیقت ہے اور تمہیں پاکستان میں رہنا ہے تو اسی ملک کا وفادار بن کے رہنا ہوگا۔ لیکن باچاخان تاریخ کے اس موڑ پر فیصلہ نہ کرسکے اور ان کی وفاداریاں ہندوستان اور پاکستان کے مابین اٹک کر رہ گئیں۔ اب بھی اے این پی کے رہنماؤں کو اس حقیقت سے انکار کی بجائے اپنے دل و دماغ سے فیصلہ کر لینا ہی بہتر ہے کہ وہ سیاسی لڑائی میں اس دھرتی کو جس کے وہ باسی ہیں، کیوں لتاڑنا شروع کردیتے ہیں۔ اور کیوں پاکستان کا اتنا دفاع بھی نہیں کرتے جتنا وہ باچاخان اور کانگریس کا کرتے ہیں۔ جبکہ آپ پاکستان کے شہری ہیں اور اس ملک پر آپ کا اور آپ کا اس ملک پر اتنا ہی حق ہے جتنا کسی اور پاکستانی کا ہے۔ پاکستان کا دفاع کیجئے۔ حب الوطنی اور وفاداری کا یہی تقاضا ہے۔

*

حسنِ انتخاب

"تزکیہ نفس" سے بدکیے نہیں!

مسلمان عموماً........اور اہل حدیث تنظیموں سے وابستہ لیڈر اور کارکنان حضرات خصوصاً........ بہت تیزی کے ساتھ جس نعمت کے زوال کا شکار ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ علم کی کمی اور عمل کی کوتاہی کے سبب ہم افراط و تفریط میں مبتلا اور آمادۂ بحث و تمحیص رہتے ہیں۔ نتیجتہً مزاجوں کی تشکیل ہی ایسی ہو رہی یا ہو چکی ہے کہ مسنون اوراد و اذکار کا ذوق اور سنن و نوافل کی اہمیت گھٹتے گھٹتے ختم ہو کر روکھے پھیکے فرائض تک محدود ہو چکی ہے۔ سیاست نے اور بعض گروہوں کو مال و دولت کی فراوانی اور ضروریات زندگی کی ارزانی نے کم و بیش "دعاؤں" سے بے نیاز ہی کر دیا ہے۔ اور اس آڑ میں شیطان ہمیں تعلق باللہ اور توجہ الی اللہ سے محروم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ یا ہو رہا ہے۔ حالانکہ ماضی میں علمائے غزنویہ اپنے فیض یافتگان اور علمائے لکھویہ اپنے ارادات مندوں کے عقائد درست کرنے کے ساتھ ساتھ مسنون اوراد و اذکار کی تلقین و تعلیم سے دلوں کو ذکر الہیٰ سے معمور کر کے حب دنیا سے محفوظ رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ اسی کا نام تزکیۂ نفس ہے۔ جس سے ہمارے دوست بھائی اور عزیز بدک جاتے ہیں۔ حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمتہ اللہ علیہ اس ناحیہ اور پہلو سے جماعت اہل حدیث کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ اور مینار رشد وہدایت تھے۔ ان سے مل کر دل تسکین، روح بالیدگی اور آنکھیں ٹھنڈک حاصل کرتی تھیں۔

(مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کی رحلت (یکم مارچ ۹۸ء) پر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور (۱۳ مارچ ۹۸ء) کے اداریہ سے اقتباس۔ از قلم، حافظ احمد شاکر زید مجدہ، خلف الرشید مولانا عطاء اللہ حنیف رحمتہ اللہ علیہ)

ساغر اقبالی

زبان میری بات ان کی

○ ہم سب آغا طالش کے قائل ہیں۔ (جنگ فورم میں اداکاروں کا طالش کو خراج تحسین)
یہ اقرار جرم ہے۔ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

○ قائداعظم کی عزت محفوظ نہ رکھ سکنے والوں کو حکومت میں رہنے کا حق نہیں (راؤ سکندر اقبال)
توہین رسالت کے مرتکب قادیانیوں، عیسائیوں، لبرلز اور سیکولرز کو حکومت میں رہنے کا حق ہے؟

○ میں نے منہ کھولا تو بہت سے چہرے بے نقاب ہو جائیں گے۔ (شرمیلا فاروقی)
شرمیلا! منہ کھولیں، پہلے کونسی شرم باقی رہ گئی ہے۔

○ مذہبی جماعتیں قومی دھارے میں آئیں (بے نظیر)
طاہر القادری پر ہی گزارہ کریں

○ میں امیر خاندان میں پیدا ہوئی کہیں بھی رہ سکتی ہوں (بینظیر)
پاکستان کی جان چھوڑ دیں۔ جہاں چاہیں رہیں۔

○ پاکستان کی خاطر عیش کی زندگی ترک کر کے جان جوکھوں میں ڈالی (بے نظیر)
درداں دی ماری جندڑی علیل اے۔

○ جماعت اسلامی "احتساب گروپ" کے نام سے بلدیاتی انتخاب لڑے گی (فرید پراچہ)
کیا کرے گی، کیا لڑے گی۔ ہم نے دیکھا، دنیا دیکھے گی

○ عوامی اتحاد منزل پر پہنچ کر ہی دم لے گا (طاہر القادری)
راستے میں ہی دم نکلے گا (انشاء اللہ)

○ بے نظیر سے اتحاد فطری ہے، عوام اور اسلام کو یکجا کر دیا ہے (طاہر القادری)
نواز شریف سے غیر فطری اتحاد کر کے عوام کو اسلام سے دور کیوں کیا تھا؟

○ نصر اللہ کی سرپرستی سے بننے والا اتحاد خوش آئند ہے۔ (منظور وٹو)
نواب صاحب کا اتحاد شروع شروع میں ایسا ہی لگتا ہے۔

○ افغانستان میں خلافت راشدہ کا نظام رائج ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں کیوں نہیں؟ (عبدالستار نیازی)
یہی سوال آپ سے ہے؟

○ نواز شریف کے ساتھ بیٹھنا گناہ اور اتحاد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ (حامد ناصر چٹھہ)
مفتی چٹھہ صاحب! بے نظیر کے ساتھ بیٹھنا اور اتحاد کرنا گناہ صغیرہ ہے؟

○ اجمل خٹک کے بیانات سنجیدگی سے نہ لیں۔ اے این پی سے اتحاد ٹوٹا ہے، تعلق نہیں (چودھری نثار علی)

ہائے! تعلق بھی کیا بری شے ہے

○ عوامی اتحاد برقرار رہے گا۔ اب کاروان مصطفوی چل پڑے گا (طاہر القادری)

بے نظیر قیادت..... مصطفوی انقلاب

یا للعجب! منہجِ انقلاب

○ طاہر القادری کی آمد پر سٹیج دوبار گرا (ایک خبر)

.... بڑا وزن ہے!

○ عید کے بعد قربانی کا دور شروع ہوگا (حافظ حسین احمد)

نکاح سے پہلے چھوہارے بانٹے جائیں گے؟

○ "محترمہ پاکستانی ہیں"۔ (بے نظیر کے اردو میں دستخط کرنے پر طاہر القادری کا تبصرہ)

○ "محترمہ جنتی ہیں" (بے نظیر کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر طاہر القادری کا تبصرہ)

آئینۂ ایام میں آپ اپنی ادا دیکھ!

○ ماضی میں غلطیاں کیں۔ آئندہ نہیں کریں گے۔ (مخدوم شہاب)

آئندہ جرائم کے ثبوت نہیں چھوڑیں گے۔

○ بنیاد پرست ہوں جس نے جو بگاڑنا ہے بگاڑ لے۔ (جنرل حمید گل)

دشمن زیر۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے!

○ اسلام نے عورت کی سربراہی کو حرام نہیں۔ ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ (طاہر القادری)

"بباطن دخترِ انگور کے عشاق کی صف میں!

بظاہر طاہر و منہاج کہلاتے ہیں مولانا!

سنا ہے آج کل اک جیب کتری کی معیت میں

کلام اللہ کی تفسیر فرماتے ہیں مولانا!"

○ بیت اللہ میں بیٹھ کر قسم کھاتا ہوں کہ اسلامی نظام ضرور نافذ کیا جائے گا۔ (اسحاق ڈار)

شاید اس کے لئے اللہ تعالیٰ اس رجیم کو تباہ کر کے کوئی نئی قوم لائے گا۔

○ کسی کو "ناں" نہیں کرسکتا۔ یہ میری کمزوری ہے۔ (نواز شریف)

آپ اللہ کو مسلسل "ناں" کر رہے ہیں۔

○ صدر "اتفاق فونڈری" کے کلرک ہیں۔ (بینظیر)

اکٹھے کام کیا ہوگا۔

○ بے نظیر روزانہ نواز شریف کو صلح کا پیغام بھیجتی ہیں۔ (لغاری)

آپ کو اب پتہ چلا! عوام تو یہ جانتے ہیں کہ سب مل ملا کر ملک کو لوٹ رہے ہیں۔

○ ہمارا ایجنڈا اسلامی سوشل آرڈر ہے۔ پیپلز پارٹی سے مل کر انقلاب برپا کریں گے۔ (طاہر القادری)

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

○ کربلا جیسی صورت حال کا سامنا کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ (بے نظیر)

"خدا کی شان اک کلمڑی گنجی

حضورِ بلبلِ بوستان کرے نوا سنجی"

○ بل جمع کرائیں یا روزی کمائیں۔ (عوام)

دونوں کام خود کریں۔ قائداعظم نے فرمایا "کام کام اور بس کام"

○ محکمہ انٹی کرپشن کے ۷ ملازمین کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں مقدمے۔ (ایک خبر)

انٹی کرپشن کا مطلب ہے۔ رشوت لینے والے سے رشوت لے کر اسے چھوڑ دیا جائے

○ بھٹو خاندان کا اقتدار ہمیشہ سے ہی تسلیم نہیں کیا گیا۔ (بے نظیر)

اپنی کرتوتوں پہ نظر ڈالیں۔

○ جعلی پیر نے پولیس کو نذرانہ دیکر مرید بنا لیا۔ (ایک خبر)

ہر مجرم پولیس کا مرید ہے۔

○ دو چہروں والی نے صدر کو بُرا کہا اور اسی داڑھی والے طاہر القادری سے اتحاد کیا (مشاہد)

دل پہ تو کسی کو اختیار نہیں۔ پسند اپنی اپنی، نصیب اپنا اپنا

○ "وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سکرٹریٹ" خزانے پر بوجھ ہیں ۷ ۲ ہزار ملین سالانہ خرچ ہے۔ (ہائیکورٹ میں آئینی درخواست)

پاس کریا برداشت کر!

○ حکومت تحریک سے بچنے کے لئے خود ہی استعفیٰ دے دے۔ (نوابزادہ نصر اللہ)

نواب صاحب! تحریک کو چھوڑیں اب آخرت کی فکر کریں۔

○ لمبی داڑھی والے تارڑ ہمیں کیا درس دیں گے۔ (بینظیر)

آپ چھوٹی داڑھی والے سے درس لیتی ہیں؟

○

شیخ حبیب الرحمان بٹالوی

سفر نامہ حجاز (چوتھی قسط)

زیارات کے لئے جنت البقیع کے قریب مین بازار سے ویگنیں چلتی ہیں۔ عام طور پر فجر کی نماز کے بعد ڈرائیور حضرات آواز لگا رہے ہوتے ہیں۔ "زیارہ۔ زیارہ" ہم بھی ایک ویگن میں جا بیٹھے۔ سب سے پہلا مقام میدان احد آیا۔ ایک بہت بڑی چار دیواری میں کہیں کہیں جنگلے لگے ہوئے تھے۔ جن میں سے اندر ایک قبر نظر آئی۔ ڈرائیور نے بتایا کہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ غزوہ احد کے وہ سارے واقعات سامنے آتے چلے گئے۔ جو کتابوں میں پڑھے تھے۔ جنگ کے آخر میں جب شہیدوں کی لاشیں جمع کی گئیں۔ تو ان میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش نظر نہ آئی کہ انہیں مثلہ ہونے کی وجہ سے کوئی پہچان نہ سکا تھا۔ آنکھ کان ناک ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے چچا کی لاش کو تلاش کرنے کا فریضہ تفویض کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاش کرتے کرتے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثلہ لاش پر جا پہنچے۔ آپؓ پر رقت طاری ہو گئی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں صرف اتنا کہہ سکے۔ کہ میرے ساتھ تشریف لائیں۔ چچا کے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رنج و غم کی حالت میں صرف اتنا کہا تھا کہ آئندہ جنگ میں میں بھی کفار کے سرداروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔ جیسا میرے چچا کے ساتھ کیا گیا ہے "وحی آئی" یہ بات آپ کے لائق نہیں ہے۔ "اس پر آپ ﷺ نے کہا" تو پھر میں اپنے اس پیارے چچا کے لئے جس نے تیرے راستے میں اپنی یہ حالت کرائی ہے۔ کوئی انعام مانگ سکتا ہوں؟" جواب آیا" مانگ سکتے ہو۔ "اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "سید الشہداء حمزہ"

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کے پیچھے وہ پہاڑ آج بھی غزوہ احد کی گواہی دے رہے تھے۔ بلند و بالا گھاٹیاں اپنی زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی تھیں کہ ہم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے تک ہر منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ اللہ آج وہ میدان نظروں کے سامنے تھا جس میں دین اسلام کا دوسرا معرکہ وجود میں آیا تھا۔ وہاں سے ہم مسجد قباء آئے جہاں آپ ﷺ نے اپنے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے دوران مدینہ سے پہلے قیام فرمایا تھا۔ مسجد قبلتین (دو قبلوں والی مسجد) بھی دیکھی اور پھر ہم اس مقام پر پہنچے جہاں غزوہ خندق واقع ہوا تھا۔ پانچ جگہوں پر چھوٹی چھوٹی پانچ مسجدیں بنائی گئی ہیں۔ کوئی تھوڑی بلندی پر ہیں اور کوئی نیچے میدان میں۔ دوسرے زائرین کے ساتھ ہر مسجد میں دو دو نفل ادا کئے۔ میدان احد۔ مسجد قباء۔ مسجد قبلتین۔ مقام غزوہ خندق تقریباً ہر زیارت گاہ پر چھوٹے چھوٹے بچے۔

غریب بدو۔ کھجوریں۔ چھوٹی الائچی وغیرہ فروخت کرتے نظر آتے ہیں۔ کئی جگہوں پر کھلونوں کی دکانیں بھی تھیں۔ اکثر مقامات پر کھانے پینے کے سامان سے لدے ہوئے گشتی سٹال بھی تھے۔

مسجد نبوی ﷺ سے ملحق بائیں طرف ایک بہت بڑا بازار ہے جس میں دنیا جہان کی ہمہ قسم اشیاء خریدنے کو ملتی ہیں۔ مختلف دکانوں پر لکھا ہوا تھا۔ "کل شئی ۲ ریال" "کل شئی ۵ ریال" سونے۔ کے زیورات سے لدی ہوئی دکانیں کہ جن میں منوں کے حساب سے نہیں تو سیروں کے حساب سے سونا ضرور ہو گا مگر مجال ہے کہ کبھی کوئی چوری ڈاکہ کی واردات ہوئی ہو۔ ہر طرف امن ہی امن ہے۔ یہ سب کچھ اسلامی سزاؤں کے نفاذ کی برکت ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی یاترا سے واپس آنے والے مذہب بیزار لوگ وہاں کے قصیدے پڑھتے ہوئے نہیں تھکتے اور مکہ مدینہ کا نام لیتے ہوئے ان کی زبانوں میں بل پڑ جاتا ہے۔۔ جہاں سکون ہی سکون ہے۔ شر اور فساد نام کو نہیں۔ ذہنی طور پر بھی کہیں شور شرابا نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کی آڈیو کیسٹوں کی دکانوں پر بھی تلاوت کی آواز۔ دکان کے اندر داخل ہوں تو سنائی دیتی ہے۔ سڑکیں صاف ستھری ہیں۔ ٹریفک کے حوالے سے ایک بات قابل ذکر ہے کہ پیدل چلنے والے نے سڑک کراس کرنے کے لئے سڑک پر پاؤں رکھا اور سو کلو میٹر کی رفتار سے چلتی ہوئی گاڑی فوراً بلکی ہو گئی۔ کھانے پینے کی اشیاء یہاں تک کہ سویٹس۔ٹافی۔بیکری کے پیک سامان پر بھی اس کی ایکسپائری کی تاریخ درج ہے۔ آپ نے مشروب پی کو بوتل سڑک یا فٹ پاتھ پر پھینک دی۔ اسی وقت ڈیوٹی پر کھڑا پیلی وردی میں ملبوس خاکروب آئے گا۔ اور بوتل اٹھا کر ڈرم میں ڈال دے گا۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ میں بیرونی حد کے جنگلوں کے ساتھ مختلف ملکوں سے آنے والے زائرین کے بیسیوں قیمتی اٹیچی کیس۔ بریف کیس اور بیگ لٹکے رہتے ہیں۔ کوئی سپاہی یا کوئی چوکیدار وہاں کھڑا نظر نہیں آتا۔ اور کسی دوسرے کو جرات نہیں کہ انہیں ہاتھ لگا سکے۔ پتہ ہے کہ یہاں ہاتھ کاٹ کر ہمیشہ کے لئے ایک عبرت کا نشان بنا دیا جائے گا۔

بقیہ از ص ۲۹

سلسلہ بہت دور تک چلا جائے۔ کیونکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو بڑے شدومد سے فارسی النسل ثابت کرتے ہیں اور یہی لوگ اولین سابقین سے ہیں۔ جنہوں نے لڑکوں سے تعیش ظاہر کیا اور عشقیہ اشعار کو لڑکوں پر چسپاں کیا۔ تاریخ دانوں پر پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ ایک متنبی گزرا ہے۔ جسکا نام ابن ابی زکریا الطامی تھا۔ اس نے اپنی خود ساختہ شریعت میں لونڈے بازی جائز کر رکھی تھی۔ تفصیل کیلئے دیکھو۔ الآثار الباقیہ ابی ریحان البیرونی صفحہ ۲۱۳۔ ایک اور شئی بھی باقی ہے کہ عورت کی داڑھی ہو؟ چنانچہ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید لکھتے ہیں کہ "لندن میں ایک عورت کی دس فٹ لمبی داڑھی دیکھی گئی۔ لیکن یاد رہے میری غرض اس بیان سے توبے نہیں بلکہ استفسار و اظہار حق ہے۔ فی ذاتہ میں اس معاملے میں متردد ہوں اور ناظرین سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب صحیح نتیجے پر پہنچا ہو۔ تو مجھے اطلاع دیکر عند اللہ ماجور ہو واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ خاکسار عنایت اللہ (خوشہ چین دار العلوم اچھرہ، ۱۸/اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) شمس الحق قاضی

قومی تعلیمی پالیسی اور ذہنی غلامی

ہمیں حجاج بن یوسف جیسے انقلابی حکمران کی ضرورت ہے

حال ہی میں حکومت نے قومی تعلیمی پالیسی کا ڈرافٹ جاری کردیا ہے۔ یہ پالیسی اسی قبیل کی تیرھویں پالیسی ہے۔ آج تک عملدر آمد ایک پر بھی نہیں ہوسکا۔

کہتے ہیں کہ سوویت یونین کا آئین دنیا کا بہترین دستوری آئین تھا اور اس میں شخصی آزادیوں اور علاقائی خودمختاری کی بہترین کاغذی ضمانتیں دی گئی تھیں لیکن سوویت یونین میں آن دی گراؤنڈ حالات بالکل مختلف تھے۔ چنانچہ ڈرافٹ پالیسی میں بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو خوش آئند معلوم ہوتی ہیں لیکن ان پر عملدر آمد مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے ہی فقرہ میں ہر شہری کے لئے میٹرک تک مفت تعلیم کی ضمانت دی گئی ہے جبکہ ابھی تک ہم اپنے بچوں کے لئے پرائمری تعلیم بھی فراہم نہیں کرسکے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگلے پانچ سالوں میں بیس ہزار نئے پرائمری اور مساجد اسکول قائم کئے جائیں گے۔ جبکہ ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آج کل بھی ملک میں ہزاروں کاغذی اسکول قائم ہیں جن کا سراغ نہیں مل رہا۔ تو پھر کیا گارنٹی ہے کہ یہ آئندہ قائم کئے جانے والے اسکول بھی زیادہ تر کاغذی ہی نہ ہوں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک واقعی مفید تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے لئے انقلابی تبدیلیاں چاہیئیں۔ جو کہ صرف انقلابی ذہن رکھنے والے حکمران ہی لاسکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ایسی انقلابی قیادت نظر نہیں آرہی۔ مثلاً ترکی کے مصطفیٰ کمال نے اپنے زعم میں تعلیم عام کرنے کے لئے رسم الخط رومن کردیا تو اس نے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، بلیک بورڈ اٹھائے خود جاکر لوگوں کو رسم الخط تبدیل کرنے پر آمادہ کیا۔ ہم یہاں پر مصطفیٰ کمال کے نظریہ کی تائید نہیں کرتے بلکہ بعد کے مشاہدہ نے ثابت کردیا کہ رومن رسم الخط کے باوجود ترکی ہماری طرح یورپ سے ابھی تک صدیوں پیچھے ہی ہے۔

۱۹۷۸ء میں راقم نے جنوبی کوریا کے کونسلر سے پوچھا کہ کوریا اور پاکستان دونوں تقریباً ایک ہی وقت میں آزاد ہوئے تو پھر کیا وجہ ہے آپ کا ملک جلدی ترقی کرگیا ہے، اس نے بتایا کہ سٹارٹ تو آپ کا ہم سے کہیں بہتر تھا بلکہ شروع میں ہم نے صنعتی ترقی کے لئے ان کے پنج سالہ منصوبوں کی شاگردی کی تھی، لیکن شرح خواندگی بہت کم ہونے کی وجہ سے آپ کی ترقی رک گئی۔ اس نے مزید بتایا کہ آزادی کے وقت کوریا میں شرح خواندگی ساٹھ فیصد تھی جو کہ اب یعنی ۱۹۷۸ء میں ۹۵ فیصد ہے، چنانچہ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ تعلیمی فقدان کی وجہ سے ہم ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور تعلیمی کمی کی وجہ سے ہماری غلط ترجیحات

ہیں۔ آزادی سے قبل کم از کم سارے مغربی پاکستان کے علاقوں میں ذریعہ تعلیم اردو تھا۔ لیکن آزادی کے فوراً بعد ملک انگریزی زدہ نوکر شاہی کے قبضہ میں آگیا اور ان لوگوں کے دور میں بتدریج انگریزی ذریعہ تعلیم کو ترجیح دی جاتی رہی۔ حتیٰ کہ اب انگریزی ذریعہ تعلیم کو بھی پیچھے چھوڑ کر خالص انگریزی تعلیم یعنی اولیول اور اے لیول وغیرہ کے لئے دوڑلگ چکی ہے، لیکن انگریزی ذریعہ تعلیم کے حامی دنیا میں کسی ایک ملک کی مثال نہیں پیش کرسکتے جس نے قومی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ترقی پائی ہو۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کے وقت روس میں ذریعہ آمد و رفت بلکہ فوجی نقل و حمل کا ذریعہ بھی گھوڑا گاڑیاں تھیں لیکن ۲۲ برس کے اندر ۱۹۳۹ء میں روس کے ٹینکوں، توپوں اور ہوائی جہازوں نے جرمنی جیسی واحد یورپی سپر پاور کو شکست فاش دی اور پھر جنگ عظیم کے بعد تو روس دنیا کی دوسری سپر پاور بن گیا۔ یہ سب ترقی روس نے بغیر انگریزی کے صرف اپنی ہی قومی زبان کے ذریعہ سے حاصل کی۔ اب مشرق میں پہلے جاپان اور اب چین بھی انگریزی کے سہارے بغیر ہی اقتصادی جائنٹ بن گئے ہیں۔ ہمارے ہاں بچوں کو ساری توانائیاں شروع ہی سے ایک اجنبی زبان سیکھنے میں صرف ہو جاتی ہیں اور پھر ان میں کسی تخلیقی صلاحیت کی سکت ہی نہیں رہتی، اسلئے ہم محض ذہنی غلام ہی پیدا کر رہے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی حقیقی تبدیلی لانی مقصود ہو تو پھر آپ کو انقلابی قدم اٹھانے پڑتے ہیں، کیونکہ ہماری انگریزی زدہ نوکر شاہی نے ملک کے بدن میں اتنے گہرے پنجے گاڑے ہوئے ہیں کہ وہ انگریزی کے ذریعہ حاصل کردہ اپنی قیادت کو آسانی سے نہیں جانے دیں گے۔ یہاں پر ہمیں اپنی سیاسی قیادت پر حیرت ہوتی ہے کہ سیاسی قائدین کی واضح اکثریت اردو میڈیم طبقہ سے آتی ہے اس لئے پبلک افیئرز میں اپنی مہارت کے باوجود یہ لوگ اپنے ہی سیکرٹریوں سے انگریزی کی مار کھا جاتے ہیں اور آئے روز بعض وزیروں کی شکایتیں اخباروں میں چھپتی ہیں۔ کہ ان کے سیکرٹری ان کی ایک نہیں مانتے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ آبادی کا ۸۰ فیصد دیہاتوں میں اردو میڈیم سے پڑھتا ہے۔ جبکہ شہروں میں ۲۰ فیصد آبادی کی اکثریت کو انگریزی میڈیم کی سہولت حاصل ہے۔ سرکاری نوکریوں کے تمام امتحانات انگریزی میں ہوتے ہیں اس لئے دیہاتی اردو میڈیم طبقہ پسماندہ رہ جاتا ہے۔ دوسری طرف ہماری کچہریاں کوٹا سسٹم کو غیر آئینی اور غیر شرعی قرار دیتی ہیں۔ لیکن اس بات پر غور نہیں کیا جاتا کہ آبادی میں انگریزی اور غیر انگریزی طبقاتی عدم مساوات پیدا کرنا بھی تو آئین اور شریعت کی روح کے خلاف ہے، چنانچہ ہمیں اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ اگر ہم نے اس طرح انگریزی کو سر پر بٹھائے رکھا تو ہمارا ملک قیامت تک ترقی نہیں کرسکے گا۔ ہونا یہ چاہیئے کہ فوری طور پر ملک کے تمام سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں میں قومی زبان ہی کو ذریعہ تعلیم قرار دینا چاہیے اور اس سلسلہ میں یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ حکومت نے آئندہ سرکاری ملازمتوں کے لئے قومی زبان میں امتحان رائج کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہاں پر ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے چین کی مثال پیش کریں گے جہاں پر کنفیوشس کی وفات کے بعد لوگ اس کی تعلیمات کو آہستہ آہستہ بھول گئے تھے تو پھر چار سو سال بعد ہان خاندان کے حکمرانوں نے کنفیوشس کی تعلیم کو زندہ کرنے کے لئے سرکاری

ملازمتوں کے امتحانات کے لئے کنفوشس کی تعلیمات کو بنیاد قرار دیا تو یہ سلسلہ ۱۰۰ قبل مسیح سے ۱۹۰۰ء تک اسی طرح جاری رہا اور نتیجتاً یہ ہوا کہ کنفیوشس کی تعلیمات اور مذہب دوبارہ بڑی سرعت سے پورے چین میں پھیل گیا۔

ملک میں قومی حمیت، قومی خودداری اور حب الوطنی پیدا کرنے کے لئے بھی قومی زبان کی ترویج ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلی صدی ہجری کے اندر ہی صوبہ شام میں خلیفہ عبد المالک کے حکم سے اور صوبۂ ایران میں گورنر حجاج بن یوسف کے حکم سے تمام سرکاری دفاتر عربی زبان میں منتقل کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ ایران میں تو ایرانی بیورو کریسی نے ایک لاکھ اشرفی جمع کر کے تبدیلی ریکارڈ پر مامور صالح بن عبدالرحمن کو پیش کئے لیکن صالح نے کہا آپ لوگ حجاج بن یوسف کو جانتے نہیں اور پھر صالح نے میعاد مقررہ کے اندر تمام ریکارڈ عربی میں منتقل کر دیا۔ اب پاکستان میں بھی سرکاری دفاتر کو قومی زبان میں منتقل کرنے کے لئے حجاج بن یوسف جیسے انقلابی حکمران کی ضرورت ہے۔ اور آج کل جبکہ حکمرانوں کی غالب اکثریت اردو میڈیم طبقہ سے آتی ہے، اگر یہ اہم کام ان کے ہوتے ہوئے نہ ہو سکا تو پھر کبھی بھی نہ ہو سکے گا، کیونکہ اگلی قیادت تو آہستہ آہستہ انگلش میڈیم طبقہ کو منتقل ہوتی جارہی ہے اور پھر ہم آئندہ بھی آج کل کی طرح ذہنی غلام ہی پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ یہاں پر ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم انگریزی کو بطور زبان سیکھنے کے قطعی مخالف نہیں۔ بلاشبہ انگریزی دنیا میں انتہائی ترقی یافتہ ملکوں کی زبان ہےاور کسی سطح پر جا کر انگریزی سیکھنا فی الحال مفید ہوگا، لیکن ہم بچوں میں ابتداء ہی سے انگریزی ٹھونسنے کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ انگریزی دور میں رواج تھا کہ چوتھی پانچویں جماعت تک صرف قومی زبان پڑھائی جاتی تھی اور پانچویں یا چھٹی جماعت سے انگریزی کو بطور زبان کے شامل کیا جاتا تھا۔ ہمارے خیال میں اب بھی وہی رواج موزوں رہے گا اور اسی طریقۂ تعلیم نے ہمارے بڑے بڑے مشاہیر اور نابغہ لوگ پیدا کئے۔ یہاں پر ہم اس غلط مفروضہ کی پرزور تردید کریں گے کہ سائنسی اور ٹیکنیکل تعلیم قومی زبان میں نہیں دی جاسکتی۔

اول تو دنیا بھر میں سائنسی اور ٹیکنیکل تعلیم قومی زبان میں ہی دی جاتی ہے۔ اور جب تک درسی کتابیں قومی زبان میں منتقل نہیں کی جاتیں، فوجی طریقۂ تعلیم کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ راقم خود آرٹلری اسکول میں افسروں کو ٹیکنیکل تعلیم انگریزی میں اور وہی ٹیکنیکل تعلیم جونئر افسروں کو اردو میں پڑھاتا رہا ہے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ ہم نے سائنسی اور ٹیکنیکل ناموں اور اصطلاحات کا ترجمہ کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ بہت سی بین الاقوامی سائنسی اصطلاحات من و عن اسی طرح ہر زبان میں مستعمل ہیں تو پھر ان کا ترجمہ کرنا ضروری نہیں۔ اس سلسلہ میں عربی زبان نے ٹرینڈ سیٹ کر دیا ہے اور وہ زمانۂ قدیم سے بعض الفاظ کو مقرب کر لیتے رہے ہیں۔ جیسا کہ آج کل بھی مثلاً ٹیلی فون کو تلفن اور ٹیلی ویژن کو تلفزیون کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم بین الاقوامی طور پر معروف اور مستعمل اصطلاحات کے دور اذکار تراجم کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ ایک زمانہ میں لاؤڈ سپیکر کو "آلہ مکبر الصوت" لکھا جاتا تھا یا جیسا کہ قومی زبان اتھارٹی کے مقابلہ میں مقتدرہ زبان اجنبی لفظ معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ بعض لوگ تو اسے شاہدرہ کی طرح کسی جگہ کا نام سمجھتے ہیں۔

حضرت مولانا عنایت اللہ چشتیؒ

کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟

حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ چکڑالہ ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار اسلام کی طرف سے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے دفتر قادیان میں تعینات ہوئے اور مرزائیوں کو للکارتے رہے۔ وہ کئی برس احرار کے مرکز ختم نبوت قادیان میں تعینات رہے۔ مولانا مرحوم کی بے شمار تحریریں ہیں۔ ذیل کی تحریر ایک مختصر رسالہ کی صورت میں ۱۹۳۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ اتفاقاً محفوظ رہ گئی سند مکرر کے طور پر قارئین کی نذر ہے۔ (مدیر)

نبوت کمالات انسانی کا آخری مرتبہ ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبے اور درجے ہیں۔ کوئی نبی بھی ان مراتب ودرجات سے محروم نہیں۔ مثلاً مدعی نبوت کیلئے ضروری ہے کہ (۱) مرد ہو عورت نہ ہو۔ (۲) مسلمان ہو (۳) صالح ہو (۴) صاحب مکالمہ ومخاطبہ ہو (۵) اس کے الہام قطعی سچے ہوں۔ جھوٹے نہ ہوں۔ چونکہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ہے۔ اس لئے ہر صاحب عقل، طالب صدق وصفا کو حق ہونا چاہیئے کہ مراتب مذکورہ کے متعلق جو نبوت کیلئے بمنزلہ سیڑھی کے ہیں۔ دل کھول کر بلا حجاب گفتگو کر سکے۔ لیکن مرزا اور اس کے مخلص پیروکاروں کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والا تو پہلے مرتبہ (یعنی یہ کہ مرزا مرد تھا یا عورت) میں ایسا سرگرداں ہو گا کہ اس کے لئے کوئی یقینی فیصلہ کرنا سعی لاحاصل ہو گا۔ بلکہ اہل انصاف کو تو مجبوراً عورت ہی کہنا پڑے گا۔ میں چند عبارتیں مع حوالہ جات صفحہ وسطر ہدیہ ناظرین کر کے مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ امکان نبوت پر گفتگو کرنا لفظ نبی کی توہین ہے۔ کہ آپ ہمیشہ کے لئے موضوع گفتگو یہ رکھیں۔ کہ مرزا مرد تھا یا عورت۔ جب یہ مرحلہ طے ہو جائے۔ تو مسلمان تھا یا کافر۔ علے ہذالقیاس۔ بتدریج نبوت تک پہنچیں۔ مرزا کی کتابوں میں اس قدر مواد موجود ہے۔ کہ اس کے حالی موالی اللہ کے فضل سے پہلی مرتبہ ہی فیل ہو جائیں گے۔

مندرجہ ذیل امور مرزا کے کلام سے ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) پردے میں نشوونما پانا

(۲) حیض کا آنا

(۳) اس سے خدا کا بدفعلی کرنا

(۴) مرزا کا حاملہ ہونا

(۵) دردزہ سے تکلیف پانا۔ جو سراسر عورت کے خواص ہیں۔

۱- پردے میں نشوونما پانا:

"دو برس تک میں نے صفت مریمت میں پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔" کشتی نوح صفحہ ۴۶ سطر ۱۲ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔

۲- حیض کا آنا:

"بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدائے تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ "وہ" "بچہ ہو گیا"۔ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹، حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۳۔ (وہ کا لفظ حیض ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ جو بعد میں بچہ ہو گیا۔ سوال و جواب کی بے ربطی کو دیکھو۔ سبحان اللہ واہ نبی صاحب۔ مؤلف)

۳- خدا کا مرزا صاحب سے بدفعلی کرنا:

قاضی محمد یار، بی۔ او۔ ایل پلیڈر جو مرزا صاحب کے خاص مرید ہیں۔ اور بعد میں ہجرت کر کے قادیان چلے گئے تھے۔ اصل وطن نور پور، ضلع کانگڑہ۔ اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرت سر میں لکھتے ہیں۔

"کہ آپ پر (مرزا صاحب) اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا"۔ (۱) (سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے)

قاضی صاحب کے بیان کی تائیدات خود مرزا صاحب کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہیں۔ اختصاراً دو تین پر اکتفا کرتا ہوں۔ مثلاً براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۳ سطر ۱۲

(۱) "مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو قابل بیان نہیں۔ (افسوس قاضی صاحب نے بیان کر دیا۔ مؤلف)

(۲) براہین حصہ پنجم صفحہ ۶۱ "شانک عجیب۔ اے مرزا تیرے حسن کی شان ہی عجیب ہے"۔

(۳) انجام آتھم صفحہ ۵۵

انت من مائنا۔ اے مرزا تو میرے پانی سے ہے (یعنی تجھے میرا مخصوص پانی سیراب کرتا ہے۔ مؤلف)

یحمدک اللہ من عرشہ و یمشی الیک عرش سے خدا تیرے محاسن بیان کرتا ہوا تیری طرف آ رہا ہے۔ اکان للناس عجباً آیا اس تعلق کو لوگ عجب سمجھتے ہیں۔ قل ھو اللہ عجیب۔ لوگوں کو کہدے کہ میرا خط ہے ہی عجیب۔ کمثلک درلایضاع۔ تیرے جیسے موتی نہیں ضائع کئے جاتے۔ انت مرادی۔ میری تیرے سوا مراد ہی نہیں صفحہ ۵۹ کتاب مذکور سرک سری۔ تیرا میرا بھید ہی ایک ہے۔

طوالت اجازت نہیں دیتی ورنہ اس قسم کی ہزاروں عبارتیں ہیں۔ جو قاضی صاحب کی تائید کرتی ہیں۔ مؤلف)

مرزا کادیانی کا خدا: مضمون بالا سے ناظرین کو ایک گونہ تشویش ہو گی کہ خدا بھی ایسے کام کرتا

ہے۔ اس تشویش کو دور کرنے کے لئے یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ مرزا کا خدا کون تھا۔؟ بلاشبہ رب العلمین کی نسبت ایک لمحے کے لئے ایسا تصور کرنا انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ لیکن جب ناظرین پر مرزا کا خدا واضح ہوجائے گا تو تصدیق کرینگے۔ کہ بیشک سچ ہے اور یونہی ہونا چاہیئے۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۳۔ البشریٰ جلد دوم صفحہ ۷۹۔ انی مع الرسول اجیب۔ اخطی واصیب۔ خطا بھی کرتا ہے اور کبھی خطا سے بچ بھی جاتا ہے۔ البشریٰ جلد دوم صفحہ ۷۹ اصلی واصوم۔ اسہر وانام۔ نماز پڑھوں گا۔ روزہ رکھوں گا۔ جاگوں گا۔ سوؤں گا۔ ان دو عبارتوں سے مندرجہ ذیل اوصاف مستنبط ہوتے ہیں۔ خطاء کرنا۔ کبھی بچ جانا۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ جاگنا۔ سونا جو سراسر انسان کے خواص ہیں اور انسان تو رات دن ایسے کام کرتے ہی ہیں۔ مرزا صاحب سے کسی (شیطان) نے کرلیا اور فرط محبت میں آ کر مرزا صاحب نے اسے خدا سمجھ لیا یا کہہ دیا۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مرزا صاحب کا ایک عجیب پُر راز و نیاز الہام جس کے صحیح معنیٰ آج تک کسی نے نہیں کئے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ پر منکشف کئے ہیں۔ لیکن تہذیب، تفصیل کی اجازت نہیں دیتی کہ اسے رقم کیا جائے۔ الہام یہ ہے۔ "ربنا عاج"۔ (شائقین حضرات زبانی دریافت کرسکتے ہیں۔ مؤلف)

۴۔ مرزا کا حاملہ ہونا:

حقیقت الوحی کا حاشیہ صفحہ ۳۴۳...... "پھر وہ مریم (یعنی مرزا صاحب) عیسیٰ سے حاملہ ہو گئی۔"

کشتی نوح صفحہ ۴۷...... "مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں......الخ

۵۔ دردزہ سے تکلیف پانا:

کشتیٔ نوح صفحہ ۴۷...... "پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ تنے کھجور کی طرف لے گئی"۔

ضروری عرضداشت:

مذکورہ حوالہ جات کو دیکھ کر ایک منصف تو مجبوراً فیصلہ کرے گا۔ کہ مرزا ایک فاحشہ عورت تھی۔ کیونکہ ان حوالہ جات کا انکار کرنا ممکن ہی نہیں جس شخص نے خود مرزائے آنجہانی کو دیکھا یا فوٹو جو "حقیقت الوحی" میں دیا گیا ہے، اس کی نظر سے گزرا تو وہ بھی یقیناً کہے گا۔ کہ مرزا عورت نہیں بلکہ ایک خاصہ بھلا دہشٹریل مرد تھا۔ اور جس کے سامنے دونوں پہلو موجود (یعنی حوالہ جات مذکورہ اور فوٹو) تو وہ عجب کش مکش میں پڑ جائیگا اور اسے ضرور ایک درمیانی راستہ اختیار کرنا پڑیگا۔ جو مرزا محمود کے متعلق اخبار "مباہلہ" اور رسالہ "تائید الاسلام" اچھرہ میں چھپ چکا ہے۔ اور آج تک کسی قادیانی کو تردید کی جرأت نہیں ہوئی۔ جو بمنزلہ تصدیق سمجھی جاتی ہے اور بعید نہیں کہ مرزا محمود کو یہ صفت وراثت میں ملی ہو۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ یہ

بقیہ ص ۴۳ پر

محمد عبدالواحد مخدوم (ڈاور- نزد- ربوہ)

قادیانی جواب دیں (قسط ۵)

متعلقہ نزولِ مسیح بن مریم علیہ السلام

سوال نمبر ۴۵: قرآن مجید میں جہاں بھی حضرت مسیح کا ذکر ہے تو ساتھ ہی یہ وضاحت ہو گی کہ مسیح بیٹے مریم کے ہیں۔ یعنی اس طرح ہو گا وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ یا اس طرح ہو گا ولما ضرب ابن مریم مثلاً وغیرہ

مگر قرآن نے یہ اصول بھی بیان فرمایا ہے کہ اے لوگو اپنے آپ کو اپنے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ ادعوھم لا بائھم ھو اقسط عند اللہ (الاحزاب ۱-پ ۲۱) ترجمہ انہیں ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے"۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے خود یہ قانون بیان فرمایا ہے کہ باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ مگر اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب بھی ذکر فرمایا۔ تو یہی فرمایا مسیح بن مریم یا ابن مریم۔ اگر حضرت عیسیٰ کا باپ تھا تو اللہ نے خود اپنے اصول کے خلاف کیوں کیا؟ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہیں صرف ماں ہے اس لئے ان کو ماں ہی کی نسبت سے پکارا گیا۔ مگر مرزا قادیانی اس کے خلاف کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا باپ تھا جس کا نام یوسف نجار تھا۔ اور مزید بکواس کرتا ہے کہ مریم کا نکاح سے قبل یوسف نجار کے ساتھ انکا تعلق تھا۔ جب حمل ظاہر ہو گیا تو حمل چھپانے کی غرض سے یوسف نجار سے نکاح کر دیا گیا (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) دیکھئے مرزا کی کتاب ایام الصلح حاشیہ صفحہ ۴۷ خزائن صفحہ ۳۰۰ جلد ۱۴ قدیم صفحہ ۲۷-۲۶ کشتیٔ نوح صفحہ ۲۶، ۲۷ بتایئے مرزا نے اللہ کے سچے نبی کی کتنی شدید گستاخی کی ہے؟ اور انکا باپ یوسف نجار قرار دیا ہے۔ مرزائی بتائیں کہ کیا یہ قرآن کی شدید مخالفت نہیں ہے۔ مرزا کو شریف کہنے سے کیا قرآن پر اعتبار رہ سکتا ہے؟

ختم نبوت

سوال نمبر ۴۶: اللہ کے نبی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (بخاری شریف) اور میں عاقب ہوں ار عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد نبی نہ ہو"۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے انا لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری شریف) میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا مگر خلفاء ہونگے اور بکثرت ہونگے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب پیدا ہونگے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا مدعی ہو گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (ترمذی شریف) اب حدیث نبوی کی پیشگوئی کے مطابق وہ دجال ضرور پیدا ہونگے۔ مرزا بھی ان تیس کذابوں میں شامل ہے۔ مرزائیوں سے سوال یہ ہے کہ نبی کی پیشگوئی کے مطابق تو مرزا کذاب ہے تم مرزا کو کذاب کہنے سے کیوں گریز کرتے ہو؟ کیا کسی حدیث میں یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے یہ فرمایا ہو کہ میرے بعد کوئی اور نبی تو نہ ہو گا مگر مرزا غلام

احمد قادیانی نبی یا مسیح یا مھدی بن کے آئے گا تم مان لینا؟ کیا ایسا کوئی حوالہ ہے تو پیش کر۔ اور انعام وصول کرو۔ اگر نہیں ہے تو مرزا کو مان کر جہنم کا ایندھن کیوں بن رہے ہو؟ اور تم بھی دجال کے ساتھ کیوں مل رہے ہو؟

ظلی بروزی نبوت:

سوال نمبر ۴۷: مرزا قادیانی کا دعویٰ ایک نئی قسم بروزی نبوت کا ہے جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب چشمہ معرفت صفحہ ۳۴۰ خزائن جلد ۲۳ وغیرہ پر لکھا ہے مرزائیوں سے سوال یہ ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں کیا کہیں اللہ کے نبی نے یہ فرمایا ہے کہ "لا نبی بعدی الاظلی و بروزی" کہ میرے بعد اور تو کوئی نبی نہ ہوگا مگر ظلی برزی نبی کی گنجائش باقی ہے۔ وہ قسم آسکتی ہے باقی نہیں۔ کیا اس قسم کی کوئی حدیث موجود ہے؟ اگر ہے تو پیش کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر موجود نہیں اور واقعتاً اس قسم کی کوئی ضعیف حدیث بھی موجود نہیں ہے تو ظلی بروزی قسم کا ڈھونگ کیوں رچا رکھا ہے؟

سوال نمبر ۴۸: جب صحابہ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کی تھی تو کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا کہ خبردار دیکھنا تحقیق کر لینا کہیں مسیلمہ کذاب ظلی بروزی نبوت کا تو مدعی نہیں ہے اگر ایسا ہو تو فوج واپس کر لینا اور جہاد مت کرنا۔ اگر ایسا ہوا ہے تو ثابت کرو اگر نہیں تو ظلی بروزی کہاں سے ایجاد کر لی ہے؟ کیا صحابہ نے کہیں ظلی بروزی نبوت کا کوئی امتیاز کیا ہے؟ کہ ظلی بروزی کو کچھ نہیں کہنا۔ باقی کا صفایا کر دینا۔

سوال نمبر ۴۹: ظلی بروزی نبوت بقول مرزا کوئی حقیقی نبوت نہیں ہے جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۴۰ میں لکھا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو مرزا کا حقیقی نبیوں سے بڑھنے کا دعویٰ کیوں ہے؟ مرزا کیوں لکھتا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ دافع البلاء صفحہ ۴۳ درثمین اردو صفحہ ۵۸ کیا جواب ہے۔

سوال نمبر ۵۰: بقول مرزا اس کی نبوت ظلی بروزی ہے جبکہ ظل کا معنی سایہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ پرندہ فضا میں اڑ رہا ہو اور اسکا سایہ زمین پر پڑتا جا رہا ہو۔ اگر کوئی شخص اس پرندہ کو پکڑنا چاہے اور اسکے سائے پر جتنے چاہے فائر کرتا رہے پرندہ گرفتار نہ ہوگا۔ جبتک پرندہ کو فائر نہ کرے گا۔ تو ظل کوئی چیز نہ ہوئی۔ اسی طرح بروز کا معنی عکس یا ظاہر ہونا ہے۔ تو ظلی بروزی معنی کے لحاظ سے بھی کوئی حقیقی اور اصلی چیز نہ ہوئی بلکہ سایہ یعنی نقل کو ظلی بروزی کہتے ہیں۔ نقلی اور کھوٹی چیز تو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ مرزائیوں نے کیسے کر لی ہے؟

الحاصل۔ بہرحال یہ ہوا کہ اس کو ماننے والے بھی ظلی بروزی مسلمان (کھوٹے نقلی) ہوئے اور اس کے منکر ظلی بروزی نقلی کافر ہوئے۔ مگر عجیب بات یہ ہے مرزائی مرزا کو ماننے والوں کو پکا مومن اور اس کے منکر کو اصلی کافر کہتے ہیں۔ یہ ظلی بروزی کے معنی میں خباثت اور سازش اور مکر کیوں ہے؟

مثیل مسیح کا دعویٰ:

سوالنمبر ۱ ۵: مرزاقادیانی کا دعوی ہے کہ میں مثل مسیح ہوں جب کہ مرزا نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۹ ۷ پر لکھا ہے مگر مسیح کے متعلق مرزا کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا لکھتا ہے کہ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے کہ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہو گی۔ ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۷ خزائن صفحہ ۱ ۹ ۲ جلد ۱ ۱۔

سوال یہ ہے کہ مرزا چونکہ مثیل مسیح یعنی مثیل عیسیٰ ہے۔ اس لحاظ سے مرزا کی بھی تین دادیاں نانیاں زناکار اور کسبی ماننا ہوں گی اور مرزا کا وجود زناکاریوں کا تحفہ اور نتیجہ تسلیم کرنا ہوگا۔ کیونکہ مرزا کے عقائد کے مطابق مسیح کا یہ حال ہے اور مرزا سکا مثیل یعنی اسکے مثل ہے تو مرزا کا بھی وہی حال ماننا پڑیگا جو اس نے مسیح کے متعلق لکھا ہے۔ کیا مرزائیو تیار ہو؟ اگر نہیں مانتے تو اوپر کی عبارت جس میں حضرت مسیح کی سخت تر توہین ہے اسکا کیا جواب ہے۔ میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔

چودھویں صدی:

سوالنمبر ۵۲: مرزاقادیانی لکھتا ہے کہ ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸ دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا۔ اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۳ خزائن ۹ ۲/۷ ۱ ۳ جلد ۷ ۱۔

نوٹ: موجودہ ایڈیشن میں مرزائیوں نے مرزا کی کتاب میں تحریف کر کے بجائے انبیاء کے اب اولیاء لکھ دیا ہے۔ بہر حال کیا مرزائیو ایسی حدیث پیش کر سکتے ہو جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں صدی کا ذکر کیا ہو؟ اگر نہیں پیش کر سکتے تو مرزا پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے ہو!۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف جھوٹی نسبت کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم میں بتلایا ہے۔ جہنمی شخص سے یاری ہو گی تو ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا۔ یا مرزا کے دعوی کے مطابق چودھویں صدی کا ذکر حدیث میں دکھا یا مرزا پر لعنت بھیجو ایک کام جو سہل ہو ضرور کرو۔

چودھویں صدی قرآن میں:

سوالنمبر ۵۳: مرزاقادیانی کہتا ہے کہ چودھویں صدی کا ذکر قرآن میں ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے قرآن سے اولیاء کے مکاشفات سے بپایہ ثبوت پہنچتا ہے۔ حاجت بیان نہیں۔ شہادۃ القرآن صفحہ ۶۹ خزائن صفحہ ۵ ۶ ۳ جلد ۶ قدیم صفحہ ۰ ۷۔ اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸ ۵ ۳ قدیم صفحہ ۸۷ ۱ پر بھی لکھا ہے۔ مرزائیوں سے گزارش یہ ہے کہ قرآن کی وہ کونسی آیت کریمہ ہے کونسا پارہ ہے کون سی سورہ ہے۔ جس میں چودھویں صدی میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے؟ یا

چودھویں صدی قرآن میں دکھاؤ یا اس دجال پر لعنت بھیجو۔ جو کام آسان ہو وہی کر لو۔

چودھویں صدی کا مجدد آخری اور مسیح ہوگا:

سوال نمبر ۵۴: مرزا قادیانی حدیث کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ہوگا۔ مگر آخری مجدد مسیح ہوگا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ۔ ابوداؤد۔ یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کیلئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کیلئے دین کو تازہ کریگا اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے۔ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ لو۔ حقیقۃً الوحی صفحہ ۱۹۳ مرزا کی اس عبارت سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔

نمبر ۱۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ضرور ہوگا۔

نمبر ۲۔ بقول مرزا اہل سنت کا اتفاق ہے کہ آخری صدی کا آخری مجدد مسیح ہوگا۔

نمبر ۳۔ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں یہ اتفاق رکھتی ہیں کہ مرزا کا زمانہ آخری زمانہ ہے یعنی چودھویں صدی آخری صدی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر چودھویں صدی آخری صدی تھی تو اس میں آنے والا مجدد بھی آخری مجدد ہوتا اور وہی مسیح ہو جاتا۔ لیکن اگر چودھویں صدی کے اختتام پر پندرھویں صدی شروع ہو چکی ہے تو اس میں بھی حدیث کے مطابق مجدد ضرور ہوگا تو چودھویں صدی کا مجدد آخری نہ رہا جب آخری نہ رہا تو مسیح بھی نہ رہا کیا جواب ہے؟ (جاری ہے)

نوٹ: قارئین کرام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ قادیانی جواب دیں؟ پورے ایک سو (۱۰۰) سوالات مکمل کرینگے اس کے بعد حیات المسیح فی القرآن کی قسطیں شروع ہونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سوال نمبر۔ ۵۵: ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال پورے ہونے پر بحکم الٰہی یکدم نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر مرزا نے اس کے خلاف کیا۔ اس نے آہستہ آہستہ درجات پر چڑھنے کی کوشش کی ہے۔ پہلے محدث ہونے کا دعویٰ پھر مجدد، پھر مثیل، مسیح، پھر مسیح، پھر مسیح بن مریم، پھر مہدی، پھر ظلی نبی، پھر امتی نبی، پھر اصلی نبی، مگر غیر تشریعی، پھر تشریعی نبی، پھر عورت، پھر خدا کی بیوی، پھر خدا کا بیٹا، پھر خود خدا، پھر خدا کا باپ، وغیرہ ہونے کے دعوے کیے۔ اس نے ایسے کیوں کیا ہے؟۔ کیا سابقہ انبیاء میں سے اس کی مثال مرزائی پیش کر سکتے ہیں؟ یا ان دعووں کی اس ترتیب کا انکار کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر۔ ۵۶: سچا نبی کبھی ترکہ نہیں چھوڑتا۔ مگر مرزا اپنا کافی ترکہ اور جائیداد چھوڑ کر مرا اور کچھ اولاد کو اپنے ورثہ سے محروم بھی کر دیا اسطرح کیوں ہوا؟

سوال نمبر-۵۷: ہر سچا نبی اللہ تعالیٰ کا شاگرد ہوتا ہے۔ کسی نبی کا استاد بندہ نہیں ہوتا۔ وہ روح القدس کے زریعہ یا براہ راست خود اللہ تعالیٰ سے تعلیم پاتا ہے۔ مگر مرزا اس کے الٹ تھا یہ سکولوں میں پڑھتا رہا کان بھی پکڑے۔ ایک امتحان میں فیل بھی ہوا کچھ اساتذہ اس کے شیعہ تھے۔ مثلاً فضل الٰہی اور گل علی شاہ وغیرہ۔ ایسے کیوں ہوا ہے؟

سوال نمبر-۵۸: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج یعنی درجات کو مرزائی مرزا میں مانتے ہیں۔ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی نہیں؟۔ اس گستاخی کا مرتکب کیا مسلمان ہو سکتا ہے؟۔

سوال نمبر-۵۹: کسی نبی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے کتاب لاتے ہیں یا ان پر کتاب نازل کی جاتی ہے۔ مگر مرزا کتابیں لکھتا تھا۔ مصنف تھا۔ ایسا کیوں ہے؟۔

سوال نمبر-۶۰: تمام انبیاء کے نام مفرد تھے۔ جیسا کہ حضرت آدم۔ نوح۔ ابراھیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ، داؤد۔ سلیمان۔ یوسف علیہم السلام وغیرہ۔ مگر مرزا کا نام مرکب ہے۔ اس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ سوال ہے کہ مرزا کا نام دوسرے انبیاء کی طرح مفرد کیوں نہیں ہے؟ اس کے نام کا مرکب ہونا کیا اس کے کذب کی دلیل اور علامت نہیں ہے؟۔

سوال نمبر-۶۱: سچا نبی شاعر نہیں ہوتا۔ مگر مرزا شاعر تھا۔ اور وہ بھی گھٹیا قسم کا جاہل شاعر، جو اصولِ شعر کی ابجد سے بھی ناواقف تھا۔ اس کے شعروں کو مرزائیوں نے "درثمین" کے نام سے شائع کیا ہے۔ قرآن میں ہے۔ وماعلمنہ الشعروماینبغی لہ۔ (اے میرے نبی) نہ ہم نے آپ کو شعر کا علم دیا اور نہ ہی آپ کی شان کے مطابق ہے"۔ معلوم ہوا کہ شاعر ہونا نبی کی شان کے خلاف ہے۔ کیا جواب ہے؟۔

سوال نمبر-۶۲: مرزا اپنی شیطانی وحی کو ۱۲ سال تک خود بھی جھٹلاتا رہا۔ اور اپنی وحی کی شدید مخالفت کرتا رہا۔ (حوالہ۔ اعجاز احمدی وغیرہ) کیا سابقہ انبیاء میں سے کوئی ایسا ہی نبی گزرا ہے جو کہ اپنی وحی کے مخالف رہا ہو؟۔ کیا یہ مرزا کے کذب کی علامت نہیں ہے؟۔

اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کیلئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری۔ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون ۵۱۱۹۶۱

بذریعہ بینک: اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

سید محمد کفیل بخاری

مرزائی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟

۱۰، ستمبر ۱۹۹۷ کے روزنامہ "جنگ" میں جناب ارشاد احمد حقانی کے ایک انٹرویو کے ردِ عمل میں معروف قادیانی ائر مارشل (ر) ظفر احمد چودھری کا تنقیدی خط اور اس کے جواب میں حقانی صاحب کا کالم مطالعہ میں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی حضرات وخواتین کے پاس حقانی صاحب کے پیش کردہ حقائق کا کوئی جواب نہیں ہے۔

ائر مارشل صاحب نے اپنے خط میں احمدیوں کو "قادیانی" لکھنے پر حقانی سے شکوہ کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ بانی جماعت (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنی جماعت کا نام "جماعت احمدیہ" رکھا ہے۔ اسلئے انہیں "قادیانی" نہیں "احمدی" لکھا جائے۔ اس سلسلہ میں قادیانی گروہ مستند کتابوں سے صرف چار حوالے پیش خدمت ہیں:

قادیانی عقائد کے مطابق مرزا غلام احمد کے ۹۹ "اسماء الحسنیٰ" ہیں (نعوذ باللہ)

فہرست کے مطابق پہلا نام "احمد" اور آخری نام "غازی" ہے گیارہواں "گورنر جنرل" ساٹھواں "کرشن" اکسٹھواں "رودر گوپال" باسٹھواں "امین الملک جے سنگھ بہادر" تریسٹھواں "برھمن اوتار" اور سترویں نمبر پر مرزا غلام احمد "قادیانی" درج ہے۔

لفظ "قادیانی" قادیانیوں کے نبی کے نام کا حصہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے باعث تفاخر ہونا چاہئے نہ کہ تضحیک کا باعث۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا شعر ہے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین، اردو، صفحہ ۵۲)

ایک قادیانی شاعر نے "رسول مدنی" صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں (نعوذ باللہ) "قادیان" کی نسبت سے "رسول قدنی" کی ترکیب استعمال کی ہے اشعار ملاحظہ ہوں:

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی

سرمۂ چشم تری خاک قدم بنواتے
غوث اعظم، شۂ جیلان، رسول قدنی

العیاذ باللہ (اخبار الفضل قادیان، ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء)

ایک اور قادیانی شاعر قاضی ظہور الدین اکمل نے اپنے نبی مرزا غلام احمد کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار پیغام صلح، قادیان، ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

مرزا غلام احمد کے پیرو کاروں کے لئے لفظ "قادیانی" ہی نہیں لفظ "مرزائی" بھی باعث عزت ہے۔

قادیان کے ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ایک مرزائی شاعر میر قاسم علی (ایڈیٹر "فاروق") نے جلسہ میں شریک لاہوری گروپ کے ڈکٹیٹر کی تعریف میں قصیدہ پڑھ کر تمام شرکاء جلسہ اور مرزا غلام احمد سے داد وصول کی۔ ایک شعر تھا۔

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں ، یہی وہ ہیں، یہی ہیں پکے مرزائی

(بحوالہ اخبار بدر، قادیان، ۱۷ جنوری ۱۹۰۷)

میرے خیال میں ائیر مارشل صاحب اور ان کے ہمنوا قادیانی اپنے ان حوالوں کے مطالعہ کے بعد اپنے لئے "قادیانی" یا "مرزائی" کی اصطلاح کے استعمال پر شرمسار نہیں ہوں گے۔ رہی یہ بات کہ قادیانی یا مرزائی، مرزا پر ایمان نہ لانے والے دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے یا ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق قادیانیوں کا کیا عقیدہ ہے؟ قادیانی کتب ہی سے چند حوالے پیش خدمت ہیں

۱۔ جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہو گا وہ، خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے (اشتہار معیار الاخبار، صفحہ ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۔ ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (یعنی غیر مسلم سمجھیں) ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

۳۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی ہے) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں

نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)
۴۔ جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔
(ڈائری خلیفہ قادیان مرزا محمود، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)
۵۔ غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے۔ اور کفار کے لئے دعاء مغفرت جائز نہیں۔
(اخبار الفضل قادیان ۷ فروری ۱۹۲۱ء)
نوٹ: حوالہ نمبر ۴ اور ۵ کی موجودگی میں ائیر مارشل صاحب کا یہ کہنا کہ "سر ظفر اللہ کا بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا سبب مولانا شبیر احمد عثمانی کی امامت تھی کیونکہ مولانا نے احمدیوں کو غیر مسلم، مرتد اور واجب القتل قرار دیا تھا" سراسر غلط اور قادیانی عقیدہ کے خلاف ہے۔

آخر میں جو حوالہ درج کیا جا رہا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت، ان کے فکرو نظر اور تمام مسلمانوں کے بارے میں ان کے "اخلاق عالی" کو پرکھنے کی ناقابل تردید شہادت ہے۔ مرزا نے لکھا ہے:

ہر مسلمان میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷)

اللہ کی شان کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دو بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ان کی بیعت نہیں کی اور مرزا کی نبوت کاذبہ پر ایمان نہیں لائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے مرزا فضل احمد کا جنازہ بھی اسی لئے نہیں پڑھا۔ (اخبار الفضل، قادیان، ۲۲ اپریل تا ۲ مئی ۱۹۴۱)

یہ تمام حوالہ جات ناقابل تردید ہیں اور ان عبارات سے دنیا کے تمام مسلمانوں کے بارے میں مرزائیوں، قادیانیوں، کا عقیدہ الم نشرح ہے۔ جو مسلمان قادیانیوں کے بارے میں اپنے دلوں میں نرم گوشہ رکھتے ہیں وہ ان عقائدِ باطلہ کی روشنی میں اپنا مقام متعین کرلیں۔ قادیانی، عصرِ حاضر میں اسلام، مسلمان اور وطن کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اس فرقۂ ضالہ کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کو اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دینی چاہئیں۔

○ ○

رپورٹ: عبداللطیف خالد چیمہ، محمد عمرفاروق

ربوہ میں بیسویں سالانہ دوروزہ "شہداء ختمِ نبوت کانفرنس" کی روداد

جمہوریت نے قادیانیت سمیت تمام اسلام دشمن اور انسان دشمن گروہوں کی پرورش کی

گرینڈ الائنس ایسے سیاسی اتحاد سیکولر طبقات کی ضرورتوں کے نمائندہ ہیں

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں امریکی ایجنڈے کے مطابق کام کر رہی ہیں

قائداحرار سیدعطاءالمحسن بخاری

امیرمجلس احراراسلام پاکستان

بیسویں سالانہ دوروزہ شہداء ختم نبوت کانفرنس سے قائدِ احرر، امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام، ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، پیرجی حضرت سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج الدین (کویت) مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ (اکوڑہ خٹک)، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا زاہد الراشدی، ملک ربنواز ایڈووکیٹ، عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری ظہور الرحیم، حافظ محمد کفایت اللہ، مولانا مشتاق احمد، مولانا عبدالواحد مخدوم اور دیگر علماء کا خطاب

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد اور پھر دعویٰ نبوت کے بعد ہندوستان میں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت پیر سید مہر علی شاہ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری اور علامہ اقبال مرحومین سمیت دیگر اکابر امت نے اس فتنۂ ارتداد کا بھرپور تعاقب کیا، پھر اجتماعی طور پر یہ محاذ "مجلس احرار اسلام" نے سنبھال لیا اور سنبھالنے کا حق ادا کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں کادیان میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء نے مجلس احرار اسلام کے زیر انتظام شعبۂ تبلیغ "تحریک تحفظ ختم نبوت" کی بنیاد رکھ کر جہاں برطانوی استعمار کے گماشتوں مرزائیوں کی منافقانہ چالوں کا سدّباب کیا وہاں تمام مکاتب فکر کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم بھی مہیا کیا۔ پاکستان بننے کے بعد مرزائی ملک کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی گھناؤنی سازشیں کرنے لگے۔ اور پھر آنجہانی مرزا بشیرالدین محمود نے کہا کہ ۱۹۵۲ء ہمارا ہے۔ وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ خان آنجہانی کی آشیر باد پر مرزائی پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کی تیاریوں میں تھے تو احرار نے تمام دینی جماعتوں اور مذہبی طبقات کے نمائندوں پر مشتمل "کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" تشکیل دیکر تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، ملتان، سیالکوٹ اور فیصل آباد سمیت ملک میں دس ہزار فرزندان توحید سفاک وجابر حکمرانوں کی گولیوں کا نشانہ بن

گئے مگر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر آنچ نہ آنے دی۔ تحریک کو کچلنے کے لئے ریاستی تشدد کی انتہا کردی گئی اور مجلس احرار کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا بعد ازاں اسی تحریک کے شہداء کا خون بے گناہی رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پھر ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈی ننس جاری ہوا اور قادیانیوں کو اسلامی علامات وشعائر کے استعمال سے روک دیا گیا۔

ہم پاکستان میں امریکی مداخلت کے خلاف عوام کو بیدار کریں گے

مولانا محمد اسحٰق سلیمی (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)

قادیان کی طرح ربوہ میں بھی ۲۷ فروری ۱۹۷۶ء کو پیپلز پارٹی کے دور کی انتظامیہ اور پولیس کی تمام تر رکاوٹوں اور پابندیوں کے باوجود قائد احرار جانشین امیر شریعت، مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے عالمی اسلامی مرکز ''مسجد احرار'' اور جامعہ ختم نبوت کا سنگ بنیاد رکھا۔ مارچ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے شہداء کی یاد میں اسی مرکز میں ہر سال دو روزہ شہداء ختم نبوت کانفرنس پورے جوش وخروش کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں احرار اور تحریک تحفظِ ختم نبوت کے علاوہ دیگر جماعتوں کے رہنما بھی شریک ہو کر شہداء کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اس مرتبہ یہ کانفرنس ۱۲-۱۳ مارچ (جمعرات، جمعتہ المبارک) کو روایتی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز ظہر کی نماز کے بعد مجلس احرار اسلام پاکستان کے نو منتخب امیر سید عطاء المحسن بخاری کے خطاب سے ہوا۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ....... کفر پرور نظام ''جمہوریت'' نے فتنۂ ارتداد ''قادیانیت'' سمیت تمام اسلام دشمن اور انسان دشمن گروہوں کی پرورش کی ہے کافرانہ جمہوریت اور لادین نظام ہائے زندگی ہمارا دکھ نہیں ہیں۔ جمہوریت کے ذریعے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی اور وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل بن سکتا تھا لیکن مولانا شبیر احمد عثمانی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی قوتوں کو اب تو یقین ہو جانا چاہیے کہ گرینڈ الائنس ایسے سیاسی اتحاد ماضی میں بھی اور آج بھی سیکولر

جھوٹی بشارتوں اور خوابوں سے قادیانیت کا فریب چھپ نہیں سکتا

(مولانا زاہدالراشدی)

طبقات کی ضرورتوں اور مفادات کے نمائندہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں سیکولر جماعتیں ہیں دونوں برطانوی اور امریکی ایجنڈے کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ ان دونوں پارٹیوں کا مقصود اور پروگرام دین کی اجتماعی حیثیت کو ختم کرنا ہے۔ ان کا اتحاد اور اختلاف محض اقتدار کی اٹھا پٹخ کے لئے ہے۔ ان کی اقتدار کی اساس مال خوری اور سینہ زوری ہے۔ یہ ابلہ مکتب کفار ومشرکین کی راہ پر چلتا ہے اور اسی میں ملک کی ترقی مضمر سمجھتا ہے۔ اور یہی کافروں کا مطلوب ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام مذہبی طبقوں کو اسلام کے عملی نفاذ کے لئے متحد ہو جانا چاہیے۔

حرکتہ الانصار جموں و کشمیر کے امیر مولانا محمد فاروق کشمیری نے اپنی تقریر میں کہا کہ امت مسلمہ کی زبوں حالی صرف اور صرف جہاد کا راستہ اپنانے سے دور ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کی انمول اور گراں قدر قربانیوں کا تقاضا ہے کہ مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر حکمرانوں اور سیاستدانوں کا موقف منافقت پر مبنی ہے جس سے کشمیر کاز کو نقصان ہو رہا ہے۔

چیئرمین سینٹ اور سپریم کورٹ و ہائی کورٹس کے چیف جسٹس کے حلف میں مسلمان ہونا لازمی قرار دیا جائے (ملک ربنواز ایڈووکیٹ)

جمعرات کو عشاء کے بعد ہونے والے اجلاس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے نو منتخب ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ خود دہشت گرد ہے اور دہشت گردی کے سہارے پوری دنیا پر مسلط ہے۔ مجلس احرار امریکی دہشت گردی کا پاکستان میں بھرپور جواب دے گی اور عوام میں بیرونی اداروں کی مداخلت کے خلاف بیداری پیدا کرے گی۔

مجلس احرار اسلام کے نو منتخب ناظم نشر و اشاعت اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ امریکی وزارت خارجہ ایمنیسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس کمیشن کی پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق اور قادیانیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں رپورٹس سراسر یک طرفہ اور جھوٹ پر مبنی ہیں۔ قادیانی پاکستان کے خاف واویلا کر کے یہود و نصاریٰ سے سہولتیں اور مراعات اور ویزے حاصل کر رہے ہیں۔

ملک میں سیاسی و اقتصادی بحرانوں اور بد امنی کے پس منظر میں قادیانی ہاتھ کارفرما ہے (سید محمد کفیل بخاری)

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن محمد عمر فاروق نے کہا کہ خزانہ واقتصادی امور کے لیمانی سیکرٹری کامل عمر کا یہ کہنا ہے کہ کوئی قادیانی افسر ایسا نہیں جو پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو صل حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

ممتاز سکالر اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ الہامی وقرآنی بمات پر عمل کئے بغیر معاشرے میں امن وسکون قائم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی علماء کے ل اور اموات کو مرزا طاہر قادیانیت کی حقانیت کی دلیل قرار دیتا ہے۔

میں نے لندن میں اس کا جواب دیا تھا اور اب ربوہ میں بھی کہتا ہوں کہ مولوی تو ۱۸۵۷ء سے ذبح ہو رہا

ہے اور مرزا غلام کادیانی کے باپ مرزا مرتضیٰ نے علماء کو ختم کرانے کے لئے پچاس گھڑسوار انگریز بہادر کو بھیجے تھے مگر مولوی اپنے فکرونظر اور بنیاد پرستی کے طرۂ امتیاز کے ساتھ زندہ تھے اور زندہ رہے گا۔ جھوٹی بشارتوں، خوابوں اور طفل تسلیوں سے قادیانیت کا فریب چھپ نہیں سکتا۔

○ دہشت گردی اور بم دھماکوں میں قادیانی ملوث ہیں
○ قادیانی پاکستان میں را کے ایجنٹ ہیں
○ قادیانی نوجوانوں کو ٹریننگ اور جاسوسی کے لئے مجاہدین کے روپ میں بعض عسکری تنظیموں میں بھیجا جارہا ہے۔ (سید عطاء المہیمن بخاری)

جمعیت علماء پاکستان کے مقامی رہنما مولانا مسعود احمد سروری نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کے لئے چلنے والی تحریک کو گولی اور تشدد کے ذریعے کچلنے والوں کو قوم کبھی معاف نہیں کریگی، مولانا حافظ کفائیت اللہ، صوفی محمد شریف ماہی، مولانا فیض الرحمن فیضی، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ، مولانا مشتاق احمد، حکیم عبدالغفور جالندھری، حاجی محمد ثقلین، ابویسون اللہ بخش احرار، نے بھی خطاب کیا۔ ۱۳ مارچ (جمعتہ المبارک) کو مختلف نشستوں میں مولانا عزیزالرحمن خورشید، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفےٰ، حافظ محمد اکرم، حسین اختر لدھیانوی انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے قاری شبیر احمد عثمانی، فیض الرحمن فیضی ایڈووکیٹ، مولانا عبدالواحد مخدوم، قاری ظہورالرحیم، پیر محمد ابوذر، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ تاریخ محاسبہ قادیانیت کے مصنف پروفیسر خالد شبیر احمد نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم چیف جسٹس آف پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانی جماعت کو ایک نوٹس کے ذریعے پوچھیں کہ کیا وہ پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتی ہے؟ اگر پاکستان کے آئین کو قادیانی جماعت تسلیم کرتی ہے تو پھر انہیں اپنے آپ کو مسلمان اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو غیر مسلم کہنے کا حق کس نے دے رکھا ہے؟ ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ملک میں نت نئے سیاسی واقتصادی بحرانوں اور امن وامان کے مسائل میں قادیانی ہاتھ پوری طرح کارفرما ہے، قادیانی سیاستدانوں اور مذہبی جماعتوں میں نزاعات کو فروغ دیکر اپنی تخریب کاریوں سے ان کی توجہ اپنی سازشوں سے ہٹانے میں لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے ایک خفیہ پیغام کے ذریعے خصوصی ہدایت جاری کی ہے کہ قادیانی سیاسی جماعتوں پر دباؤ توڑالیں کہ آئین کی اسلامی دفعات کو پہلے متنازعہ بنایا جائے پھر انکو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قادیانیوں کی خام خیالی ہے کہ وہ ایسے حربوں سے کوئی کامیابی حاصل کرسکیں گے بلکہ ان کو علم ہونا چاہیے کہ

ابھی ختم نبوت کے شہیدوں کے وارث زندہ ہیں اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء سے کہیں زیادہ تحریکات کا اعادہ قادیانیوں اور ان کے حلیف سیاستدانوں کو حرف غلط کی طرح مٹ کرر کھ دے گا۔

ممتاز قانون دان ملک ربنواز ایڈووکیٹ نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نہ چلتی تو آج پاکستان پر قادیانیوں کا قبضہ ہوتا۔ قادیانی گروہ اپنے آپ کو آئین کا پابند بنائے اور اپنی متعینہ اسلامی وقانونی حیثیت اور دائرے میں رہے تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے (مولانا منظور احمد چنیوٹی)

انہوں نے کہ کہ آجکل وزارت قانون نئے آئینی پیکج پر غور کر رہی ہے اور ۱۹۷۳ء کے اصل آئین کو بحال کرنے اور وزیراعظم کو اختیارات سے مسلح کرنے کا تاثر دیا جارہا ہے۔ اس مرحلہ پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں دوسری اور آٹھویں ترمیم کو ختم نہ کیا جائے۔ اگر ۱۹۷۳ء کا اصل آئین بحال ہو گیا اور اسمیں یہ ترامیم شامل نہ ہوئیں تو درج ذیل نقصان ہو گا۔

۱۔ قادیانی گروہ کی سابقہ حیثیت بحال ہو جائے گی۔

۲۔ قرارداد مقاصد جواب آئین کا حصہ ہے۔ دوبارہ دیباچہ آئین قرار پائے گی۔

دیباچہ اور حصہ میں بہت فرق ہے۔

قرارداد مقاصد نے پاکستان کی ریاست کو مشرف بہ اسلام کیا اور جب یہ آئین کا حصہ بنی تو اسلامی قانون ہی سپریم لاء ٹھہرا اور نہ پاکستان کی ریاست سیکولر ہو جاتی۔ اسکے علاوہ سینٹ کا چیئرمین چونکہ قائم مقام صدر بنتا ہے۔ اسی طرح چیف آف آرمی سٹاف، سینٹ کے چیئرمین، سپریم کورٹ و ہائی کورٹس کے چیف جسٹس کےلئے مسلمان ہونا ضروری قرار دیا جائے جس طرح موجودہ آئین میں صدر اور وزیراعظم کے حلف میں مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح سینٹ کے چیئرمین سے بھی مسلمان ہونے کا حلف لیا جائے تاکہ کوئی غیر مسلم سینٹ کا چیئرمین اور صدر نہ بن سکے۔

طالبان نے افغانستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ کر کے دنیا کو حیران کردیا ہے

حقوقِ انسانی کی عالمی تنظیمیں اپنے ممالک میں انسانی حقوق کی پامالی کا جائزہ لیں

(مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث اور تحریک طالبان کے سرپرست مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نے کہا کہ افغانستان میں طالبان نے مکمل اسلامی اور شرعی نظام نافذ کر کے دنیا کو بتلا دیا ہے کہ کسی خطے میں

امن و امان کیسے قائم کیا جاتا ہے۔ مغرب کا افغانستان کے متعلق انسانی حقوق کی پامالی کا واویلا بے جا اور دھونس پر مبنی ہے۔ حقوق انسانی کی عالمی تنظیمیں اپنے ممالک میں انسانی حقوق کی پامالی کا جائزہ لیں جہاں جرائم کی شرح تمام دنیا سے زیادہ ہے۔

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج الدین (کویت) نے کہا کہ کفر اپنی تمام طاقتوں سے لیس ہو کر اسلامی قوتوں کے درپے ہے۔ ہم اسلامی بنکاری جو سود سے پاک ہو گی پر کام کر رہے ہیں۔ اسکی عملی شکل جلد سامنے آئے گی۔ ہم نے اپنے اس فریم ورک سے صدر مملکت کو بھی آگاہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی پراپیگنڈے کے لئے تدارک کے لئے ہم ٹی وی چینل شروع کریں گے۔ اور میڈیا وار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اکابر احرار کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات ہماری تاریخ کا تابناک باب ہے۔انہوں نے کہا کہ ربوہ میں مجلس احرار اسلام نے مسلمانوں کا پہلا مرکز قائم کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ مرکز نہ صرف میرا ہے بلکہ تمام مسلمانوں کا ہے۔ میں اس کی ترقی کے لئے بھرپور تعاون کروں گا۔اور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مرکزِ اسلام کی تکمیل میں گرمجوشی سے حصہ لیں۔ میری آرزو ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری یونیورسٹی '' قائم ہو۔ انشاءاللہ میں اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے ہمہ قسم تعاون کروں گا۔

میری آرزو ہے کہ ربوہ میں ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری یونیورسٹی'' قائم ہو

ہم پاکستان میں سود سے پاک اسلامی بینکاری رائج کریں گے

مجلس احرار اسلام نے ربوہ میں پہلا اسلامی مرکز قائم کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے (ڈاکٹر احمدعلی سراج الدین)

مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ کے منتظم اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اگر تحریک تحفظ ختم نبوت کا اجراء نہ ہوتا تو آج لاکھوں مسلمان مرتد ہو چکے ہوتے یہ شہداء ختم نبوت کے خون کا ہی صدقہ ہے کہ آج دنیا بھر میں قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا رہے ہیں اور ان کی اسلام دشمن کارروائیاں اور زیر زمین ریشہ دوانیاں طشت از بام ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک احرار موجود ہیں جھوٹی نبوت نہیں چلنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں دہشت گردی اور حالیہ بم دھماکوں میں راء کے ایجنٹ قادیانی ملوث ہیں۔ جنہیں ربوہ میں خفیہ مراکز میں ٹریننگ دیجاتی ہے جبکہ عملی ٹریننگ اور جاسوسی کے لئے مجاہدین کے روپ میں قادیانی نوجوانوں کو بعض عسکری تنظیموں میں بھیجا جارہا ہے۔ ربوہ کے بعض خاص خاص مقامات کی اگر تلاشی لیجائے تو خوفناک انکشافات ہونگے۔

انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا منظور احمد چنیوٹی (ایم پی اے) نے کہا کہ میں اسمبلی کے اندر اور باہر استعمار کے گماشتے قادیانی گروہ کی ملک وملت کے ساتھ غداریوں کو بے نقاب کرنا اپنے ایمان کی علامت سمجھتا ہوں، انہوں نے کہا کہ اس فتنے کا اصل حل ارتداد کی شرعی سزا کا نفاذ ہے، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی سزا نافذ کردی جائے تو یہ فتنہ اپنی موت آپ مرجائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دستور میں قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دیئے بغیر اسلام کے نفاذ کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ہوسکتی۔

قراردادیں

شہداء ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں حسب ذیل قراردادیں بالاتفاق منظور کی گئیں.

* پاکستان میں بلاتاخیر اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور غیر اسلامی قوانین کو یک قلم منسوخ کرنے کا اعلان کیا جائے۔
* قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے الگ کر کے محب وطن مسلمانوں کا تقرر عمل میں لایا جائے۔
* ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور بم دھماکوں میں ملوث شر پسندوں کو بے نقاب کیا جائے اور بے گناہ دینی کارکنوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ بند کیا جائے۔
* احتساب کے نام پر کروڑوں روپے کے ضیاع کی بجائے کرپٹ اداروں اور افراد کا شفاف اور بے رحمانہ احتساب کیا جائے
* ملکی سلامتی کو تمام ترجیحات و مصلحتوں سے بالاتر رکھتے ہوئے دفاعی بجٹ میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے۔
* پاکستان میں ایٹمی پلانٹ اور کیمیائی ہتھیاروں کے معائنے کے لئے امریکی انسپکٹروں کی آمد کی اجازت دینا قومی وملکی سلامتی کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے ایسے تمام حساس اداروں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے اور انہیں تمام غیر ملکی اثر ونفوذ اور دباؤ سے آزاد رکھا جائے۔
* افغانستان میں سیکولر حکومت کے قیام کے لئے امریکی سازشیں نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے۔ جس میں پاکستان کی حکومت شریک بننے کی بجائے اس کی شدید مزاحمت اور سدّباب کرے۔
* پتوکی میں دفتر تحریک تحفظ ختم نبوت پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو شدید زخمی کر کے فرار ہوجانے والے قادیانی غنڈوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔
* ربوہ میں مسلمانوں کے لئے سرکاری ہسپتال کے قیام کا اعلان کیا جائے۔ تاکہ مسلمان مریضوں کو علاج معالجے کی سہولیات میسر آسکیں اور وہ قادیانیوں کے چنگل سے آزاد ہوسکیں۔

* مردم شماری کے فارموں میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے والے قادیانیوں پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت مقدمات قائم کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔
* قادیانیوں کی تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے اور انجمن احمدیہ کے تمام دفاتر سر بمہر کیے جائیں
* قادیانیوں کے رسائل وجرائد اور کتابوں پر پابندی لگا کر بحق سرکار ضبط کئے جائیں۔
* قادیانیوں کی نیم فوجی تنظیموں الفرقان بٹالین اور خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے اور ان کی زیر زمین سرگرمیوں کو طشت از بام کیا جائے۔

شہداء ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں

* تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے شہداء کی یاد میں کانفرنس ۱۲ مارچ بروز جمعرات ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری کی رقت آمیز دعاء سے شروع ہوئی
* سرخپوشان احرار ملک کے اکناف واطراف سے ۱۱ مارچ کو ہی ٹرینوں، بسوں اور ویگنوں کے ذریعے ربوہ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔
* ربوہ کے گلی کوچوں میں خیر مقدمی نعروں پر مشتمل بینر آویزاں کئے گئے۔
* جگہ جگہ احرار کے سرخ پرچم لہرا رہے تھے۔ جبکہ کانفرنس کے مندوبین شہداء ختم نبوت کی یاد میں سرخ قمیصوں میں ملبوس تھے۔
* حرکتہ الانصار نے سیکورٹی کے انتظام سنبھال رکھے تھے۔
* قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری جب خطاب کے لئے پنڈال میں داخل ہوئے تو ان کا پرجوش استقبال کیا گیا اور انہوں نے اپنی زوردار تقریر سے اپنے والد ماجد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے تاریخی انداز خطاب کی یاد تازہ کردی۔
* کانفرنس میں وقفے وقفے سے نعرہ تکبیر اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، فرما گئے یہ بادی، لانبی بعدی، بخاری تیرا کارواں، رواں، دواں، رواں دواں، امیر شریعت زندہ باد اور مجلس احرار اسلام زندہ باد کے فلک شگاف نعرے سنائی دیتے رہے۔
* پنڈال کے باہر نادر اور نایاب اسلامی کتب کے خوبصورت سٹال بھی دیکھنے میں آئے۔
* کانفرنس کی ایک منفرد بات یہ تھی کہ اکثر مقررین نے اپنی تقریروں میں قادیانیوں کے خلاف جارحانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے انہیں بار بار دعوت اسلام پیش کی
* امسال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد (سجادہ نشین

خانقاہ سراجیہ کندیاں) سفرِ حج کی وجہ سے کانفرنس کی صدارت نہ کرسکے۔

* پرامن انداز میں کانفرنس عصر کی نماز کے بعد ختم ہو گئی۔ رہنمایان احرار کی خصوصی ہدایات اور پرسوز دعاؤں کے بعد تمام قافلے واپس روانہ ہو گئے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس

حکومت اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرے

ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے کیے گئے معاہدے شرمناک ہیں

ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو مجلس احرار اسلام پاکستان کا امیر منتخب کرلیا گیا

مولانا محمد اسحٰق سلیمی ناظم اعلیٰ اور عبداللطیف خالد چیمہ ناظم نشریات منتخب ہو گئے۔

قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر اظہار تشویش

ربوہ میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کے بعد اعلامیہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی نو منتخب مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۴ مارچ کو صبح ۱۰ بجے مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ میں منعقد ہوا۔ جس میں ارکان شوریٰ کی اکثریت شریک ہوئی۔ اجلاس میں آئندہ دو سال کے لئے مرکزی انتخابات عمل میں لائے گئے۔ جن کے مطابق ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو امیر، مولانا محمد اسحٰق سلیمی کو ناظم اعلیٰ اور عبداللطیف خالد چیمہ کو ناظم نشریات منتخب کر لیا گیا۔ جبکہ پروفیسر خالد شبیر احمد کی سربراہی میں تصنیف وتالیف کے لئے مرکزی سطح پر ایک شعبہ تشکیل دیا گیا۔ اجلاس میں ملک کی بگڑتی ہوئی صورت حال، روز افزوں مہنگائی اور دہشت گردی کے نہ ختم ہونے والے سلسلے پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ان سنگین حالات میں فوری قدم اٹھاتے ہوئے عوام الناس کو سکون و اطمینان کی فضاء میسر کرے۔ فرقہ وارانہ قتل وغارت گری اور دہشت گردی کے اصل عوامل واسباب کا جائزہ لینے کے لئے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں اعلیٰ سطح پر کمیشن قائم کیا جائے۔ دوسری قرارداد میں کہا گیا کہ افراطِ زر کا منہ زور طوفان عوام کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ جس کی بدولت امیر طبقہ امیر سے امیر تر اور غریب طبقہ غریب سے غریب تر ہوتا جارہا ہے۔ حکومت اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کر کے دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ بین اقوامی سطح پر غیر مسلم قوتیں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عالم اسلام کے خلاف دن رات گمراہ کن وپیگنڈے اور استعماری سازشوں میں مصروف ہیں۔ امت مسلمہ اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے

مضبوط لائحہ عمل تیار کرے۔ مزید بر آں ایک اور قرارداد میں مطالبہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ قادیانیوں کی بین الاقوامی سطح پر مکروہ سازشوں ان کی خطرناک ریشہ دوانیوں اور مسلمانوں کو بیرونی ممالک کے ویزوں کا لالچ دے کر انہیں قادیانیت قبول کرنے پر مجبور کرنے کی مذموم کوششوں پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کی ان خطرناک سرگرمیوں کا سد باب کرے۔ نیز فیصلہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے مجلس احرار اسلام کا ایک وفد برطانیہ اور یورپی ممالک کا تفصیلی دورہ کرے گا۔ اجلاس میں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے ناجائز دباؤ اور ذلت آمیز شرائط پر حکومت پاکستان کے معاہدوں پر گھری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت ملکی سلامتی اور عزت و وقار کو ملحوظ خاطر رکھے اور قرضوں کے حصول کے لئے باعزت سمجھوتے کی راہیں تلاش کرے۔ علاوہ ازیں حکومت مختلف اداروں کی نجکاری اور ڈاؤن سائزنگ کے نتیجے میں مستقبل میں آنے والے بیروزگاری کے سیلاب کی پیش بندی کرے اور مستقل بنیادوں پر مضبوط پالیسیاں تشکیل دے۔ اجلاس کے آخر میں ممتاز عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم کی اچانک رحلت پر گہرے غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعاء مغفرت اور ان کے لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعاء کی گئی۔

سرکلر نمبر ۲، مارچ ۱۹۹۸ء

احرار کارکن جمہوریت اور تمام کافرانہ نظاموں کی مخالفت کریں

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۴ ذیقعد ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ سوا دس بجے صبح مسجد احرار ربوہ میں حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں دستور کے مطابق نئے منتخب ارکانِ مجلس شوریٰ سے مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے حلف لیا۔ جس کے بعد ایجنڈے کے مطابق مرکزی انتخابات عمل میں لائے گئے اور متفقہ طور پر درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔ ۱۔ ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری **امیر مرکزیہ**
۲۔ مولانا محمد اسحٰق سلیمی **ناظم اعلیٰ** ۳۔ عبداللطیف خالد چیمہ **ناظم نشریات**

اجلاس میں تمام ماتحت شاخوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ جماعت کے طے شدہ اصول و ضوابط اور طریق کار کے مطابق اپنے اپنے حلقہ میں ہر سطح پر دعوت و تبلیغ کے کام کو زیادہ سے زیادہ منظم کریں۔ جمہوریت اور تمام کافرانہ نظاموں کی مکمل کر مخالفت کریں اور اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کو مربوط و مضبوط کریں۔ نیز سیکولر اور لبرل گروپوں کی بھرپور مخالفت کریں۔ جماعتی نظم و نسق کی مکمل پابندی کریں۔

ناظم مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مجلس احرار اسلام پاکستان کی نو منتخب مرکزی قیادت کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات

مجلس احرار اسلام کے ارکانِ شوریٰ نے رابطہ مہم کے سلسلہ میں مرکزی قیادت کے مختلف شہروں کے تنظیمی دورے ترتیب دیئے ہیں ساتھ ہی مرکزی رہنماؤں کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات کے انعقاد کا پروگرام بھی مرتب کیا ہے۔

۲۷- مارچ بروز جمعتہ المبارک مدرسۃ العلوم الاسلامیہ (بخاری نگر) گڑھا موڑ میں مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے اعزاز میں مجلس احرار اسلام ضلع وہاڑی کے زیر اہتمام استقبالیہ تقریب ہوئی

• ۳۰ مارچ کو دفتر مجلس احرار اسلام لاہور میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ، حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری اور محترم چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے خطاب کیا۔ استقبالیہ تقریبات اور تنظیمی اجلاس تسلسل کے ساتھ منعقد ہو رہے ہیں۔ جن کی تفصیل آئندہ شمارہ میں شائع ہو رہی ہے۔

سید محمد کفیل بخاری کی تنظیمی مصروفیات:

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے گزشتہ دنوں حاصل پور، چشتیاں، گڑھا موڑ، بستی مولویاں، رحیم یار خان شہر، شہباز پور، اور صادق آباد کا تنظیمی دورہ کیا۔ احرار کارکنوں سے خطاب، انفرادی ملاقاتوں اور مشاورت کے علاوہ متعدد اجتماعات سے بھی خطاب کیا۔

علاوہ ازیں ۱۹ مارچ کو حرکتہ الانصار کے زیر اہتمام ملتان میں جہاد کشمیر کانفرنس سے خطاب کیا۔ جبکہ ۲۷ مارچ کو جامع مسجد صدیقیہ کمالیہ میں خطبہ جمعہ دیا۔ کارکنوں سے ملاقات کر کے تنظیمی صورتحال کو بہتر سے بہتر بنانے کی ہدایت کی۔

مدراسلم (ربوہ)

مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ میں بخاری ماڈل ہائی سکول کے قیام کی منظوری

شعبہ پرائمری کے امتحانی نتائج کا اعلان

تقسیم انعامات کی ایک پُروقار تقریب

مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ میں عرصہ دو سال سے شعبہ پرائمی میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم کی سرپرستی اور مساعی جمیلہ سے نہ صرف درجہ حفظ قرآن کریم کامیابی سے ہمکنار ہوا بلکہ مدرسہ میں قائم شعبہ پرائمری بھی ترقی کی منازل تیزی سے طے کررہا ہے۔ حال ہی میں چند مخلص احرار دوستوں کی مساعی سے "بخاری ماڈل ہائی سکول" کا نام بھی محکمہ تعلیم سے منظور ہو چکا ہے۔ انشاءاللہ عنقریب اس کا افتتاح ہوگا اور سیکنڈری کلاسز کا آغاز بھی کردیا جائے گا۔ اس وقت شعبہ پرائمری میں تقریباً ایک سو طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اور تین معلم تدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

• ۱۰ مارچ ۱۹۹۸ء کو بخاری ماڈل سکول کے شعبہ پرائمری کے نتائج کا اعلان کیا گیا۔ اور تقسیم انعامات کی ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت محترم پروفیسر خالد شبیر احمد نے کی جبکہ ممتاز قانون دان جناب ملک ربنواز ایڈووکیٹ اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری مہمانان خصوصی تھے۔ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے سکول کا مختصر تعارف، اہداف ومقاصد اور مستقبل کے عزائم ومنصوبوں پر انتہائی مختصر مگر جامع خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

مجلس احرار اسلام نئی نسل کی فکری، نظریاتی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ انہیں علم وشعور سے روشناس کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ عقیدہ، دین کی اساس ہے۔ اور ہم آئندہ نسلوں میں سچا عقیدہ منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ آج کے بچوں کو مستقبل میں دین اسلام کا سپاہی بنانا چاہتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ یہ بچے دین کے محافظ بن کر جئیں اور شاندار خدمات انجام دیں۔ انہوں نے فرمایا ہم لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو مسترد کرتے ہیں۔ اس نظام تعلیم نے مسلمانوں کی اقدار اور عقائد کو تباہ کردیا ہے جبکہ اسلامی نظام تعلیم نئی نسل میں، اخلاق، اخلاص اور اعلیٰ کردار پیدا کرتا ہے۔ پاکستان کے موجودہ نظام تعلیم میں یہ تینوں خوبیاں غائب ہیں۔ پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم رائج کئے بغیر یہ صفات پیدا کرنا مشکل ہے۔

جناب ملک ربنواز ایڈووکیٹ نے کہا کہ علم، شعور پیدا کرتا ہے۔ بہادری کے جذبہ کو بیدار کرتا ہے۔ لیکن پاکستان میں لارڈ میکالے کا نظام تعلیم فکری غلام، ذہنی اپاہج، منافق اور بزدل پیدا کررہا ہے۔ جو دینی مدارس عصری علوم سے استفادہ کررہے ہیں وہ دوسری جنگ لڑنے پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یقیناً ایسے

مدارس اسلامی معاشرہ کے قیام اور مجاہدین اسلام کی فوج تیار کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ اللہ کے فضل و کرم سے مجلس احرار اسلام نے ربوہ میں ایک مثالی تعلیمی ادارہ قائم کردیا ہے۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلمانوں کی بہتر خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

تقریب کے صدر، محترم پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسل میں تعلیم کے ذریعہ ہی دینی شعور بیدار کیا جاسکتا ہے اور تعلیم سے ہی جدید چیلنجوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ اصل علم قرآن کریم ہے۔ جب تک مسلمانوں پر اس پر عمل پیرا رہے دنیا پر چھائے رہے۔ قرآن پر عمل میں غفلت آئی تو پوری دنیا میں مسلمان مصائب و مشکلات میں گھر گئے۔ مشکلات کی اس بھنور سے ہم قرآن کریم پر عمل کر کے ہی نکل سکتے ہیں۔ بخاری ماڈل ہائی سکول اسی فکر کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھے گا۔ آخر میں مہمانان خصوصی نے مختلف جماعتوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ اور یہ پروقار تقریب انتہائی خوبصورت ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔

*

مجلس احرار اسلام پاکستان

پس منظر ۔ پیش منظر

مجلس احرار اسلام کے تعارف، عزائم اور مقاصد پر مشتمل اہم پمفلٹ رکنیت سازی مہم کے موقع پر نئے احباب کو پیش کرنے کے لئے ایک خوبصورت تحفہ

قیمت -/300 روپے فی سینکڑہ

ملنے کا پتہ: دفتر مجلس احرار اسلام

بیت التعیق، 27 سلطان احمد روڈ، اچھرہ، لاہور۔ فون: 7560450

حسنِ انتقاد

ذ . بخاری

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

الخلیفته المهدی فی لاحادیث الصحیحه

کتاب کے سرورق پر اسے "تالیف لطیف" کہا گیا ہے اور اس کے مؤلف کو "محدث نبیل" اور "مجاہد جلیل" بتلایا گیا ہے۔ اس سے اختلاف کی گنجائش بہرحال موجود نہیں ہے۔ البتہ اسے کتاب کہنے میں ہمیں تأمل ہے۔ یہ ایک طرح کا مقالہ ہے جسے کتابچے کی شکل وصورت میں شائع کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار ہیں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جنوری، ۱۸۹۹ء سے جنوری، ۱۹۱۷ء تک، مختلف وقفوں سے تقریباً پندرہ سال مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ اس عرصہ میں علوم دینیہ بالخصوص علم حدیث کی تدریس، اسباق سلوک کی تکمیل اور فرنگی سامراج کے خلاف جہاد کی ترغیب ہی آپ کے مشاغل رہے۔ مدینہ منورہ کے کتب خانوں سے آپ نے خوب استفادہ کیا۔ وہاں اکثر کتابیں نایاب اور قلمی تھیں۔ چنانچہ مولانا نے ان کتب کو نقل کرنے یعنی "کتابت علی الاجرت" کا مشغلہ بھی اختیار فرمایا۔ اسی زمانہ میں آپ نے "ظہور مہدی" کے عنوان پر ایک مفصل مضمون قلم بند فرمایا۔ پھر یوں ہوا کہ ادھر مولانا قید ہو کر جزیرہ مالٹا پہنچ گئے اور ادھر کئی دوسری چیزوں کے ساتھ یہ مضمون بھی بے پتا ہو گیا۔ کچھ ہی عرصہ پہلے اس کا قلمی مسودہ مکتبۃ الحرم (مکہ معظمہ) کے ذخیرۂ مخطوطات سے دریافت ہوا۔ اس علمی یادگار کو دارالعلوم دیوبند کے فاضل استاذ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کی تقدیم، تعلیق اور تحشیہ کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (حضوری باغ روڈ ملتان) نے شائع کیا ہے۔ کتابت طباعت عمدہ اور قیمت بیس روپے ہے۔ بہتر ہوتا اگر اس کا عنوان اردو میں ہوتا اور اسے عام کتابی سائز میں، کتابی شکل میں بھی شائع کیا جاتا۔

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کے "مقدمہ" میں یہ وضاحت معنیٰ خیز اور مفید ہے کہ............ "ظہور مہدی کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ اسلام کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں داخل نہیں ہے۔"

○

ترحیم

مسافرانِ عدم

انا للہ وانا الیہ راجعون

مسجد بلال فرید ٹاؤن (ساہیوال) کے خطیب اور بزرگ عالم دین مولانا قاری ابوسفیان بشیر احمد قادری طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی صالح، خلیق، ملنسار، اور مہربان انسان تھے۔ وہ پاکستان کی تمام دینی تحریکوں اور سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر اور عبداللطیف خالد چیمہ نے مرحوم کے فرزند قاری شکیل احمد سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی ہے۔

محترم هادی بخش صاحب کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام سکھر کے ناظم محترم ڈاکٹر هادی بخش صاحب کے چچا جناب خیر محمد صاحب ۱۲ مارچ کو سکھر میں انتقال کر گئے۔

چک نمبر ۴۲، ۱۲/ ایل چیچاوطنی میں ہمارے ساتھی خواجہ محمد اعظم کے والد محترم جناب محمد شریف صاحب ۱۶/مارچ کو انتقال کر گئے۔

چیچاوطنی میں محترم شیخ عبدالرشید صاحب روپڑی کا ۱۹ مارچ کو انتقال ہو گیا۔

محترم عبدالرحمن جامی کو صدمہ: مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے صدر محترم عبدالرحمن جامی نقشبندی کی خوشدامن اور مولانا قاری رشید احمد نقشبندی (امام جامع مسجد الصادق) کی والدہ ماجدہ ۲۱/مارچ کو انتقال کر گئیں۔

محترم شیخ ریاض الدین کی رحلت:

ضیغمِ احرار، حضرت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند محترم شیخ ریاض الدین صاحب طویل علالت کے بعد ۲۹/مارچ ۱۹۹۸ء کو لاہور میں رحلت فرما گئے۔ مرحوم فالج کے مریض تھے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو چکے تھے۔ حضرت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ کی نشانی اور ہو بہو ان کی تصویر تھے۔ محبت کرنے والے مجلسی آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے (آمین)

اراکینِ ادارہ تمام مرحومین کے لئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے صبر کی دعاء کرتے ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں ان مرحومین کو بھی شامل کر لیں اور دعاء مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں (ادارہ)

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

مجلس احرار اسلام، دینی انقلاب کی داعی جماعت ہے۔ یہ انقلاب دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔ موجودہ کافرانہ نظام ریاست، جمہوریت اور کافرانہ تہذیب وثقافت کے خلاف نئی نسل کی ذہن سازی اور تربیت کے لئے مدارس میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا از حد ضروری ہے جو دینی انقلاب کی منزل قریب تر کردے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے زیر اہتمام وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت درج ذیل مدارس تعلیم وتدریس میں مصروف ہیں۔

- مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار، ربوہ جھنگ فون: ۲۱۱۵۲۳ (۰۴۵۲۴) ○ بخاری پبلک سکول، ربوہ ضلع جھنگ
- مدرسہ معمورہ جامع مسجد ختم نبوت دار بنی ہاشم، ملتان فون: ۵۱۱۹۶۱ (۰۶۱)
- مدرسہ معمورہ مسجد نور تغلق روڈ، ملتان ○ مدرسہ محمودیہ مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک نمبر ۱۵۸ الف۔ 10-R جہانیاں ضلع خانیوال
- دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچاوطنی فون: ۶۱۱۶۵۷ (۰۴۴۵)
- دارالعلوم ختم نبوت (جدید مرکز احرار) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی، فون: ۶۱۰۹۵۵ (۰۴۴۵)
- مدرسہ ختم نبوت مسجد ختم نبوت شہزاد کالونی صادق آباد
- مدرسہ ختم نبوت مسجد ختم نبوت نواں چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ جامع مسجد گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: ۶۹۰۰۱۳ (۰۶۹۳)
- مدرسہ ابوبکر صدیق جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ (چکوال) ○ بخاری مسجد۔ (زیر تعمیر) سرگودھا روڈ۔ چنیوٹ ضلع جھنگ
- بستان عائشہ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون: ۵۱۱۳۵۶ (۰۶۱)
- مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ختم نبوت چشتیاں ضلع بہاولنگر ○ مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی
- مدرسہ معاویہ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ○ مدرسہ معمورہ مسجد معاویہ بستی مہر پور ضلع مظفر گڑھ

ادارے اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں جبکہ ۷ اداروں کا کفیل وفاق ہے جن میں بامشاہرہ تعلیم وتدریس اور دیگر امور سرانجام دینے والے افراد کی کل تعداد ۳۰ ہے۔ ان کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ ۱۵ لاکھ روپے ہے۔ مستقبل کے تعلیمی تنظیمی، اور تعمیری منصوبوں کی تکمیل پر تقریباً لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ تعاون آپ کریں، دعا اور کام ہم کریں گے، اجر اللہ پاک دیں گے۔

ترسیل زر کے لئے بذریعہ منی آرڈر، بنام: سید عطاء المحسن بخاری مدیر وفاق المدارس الاحرار پاکستان دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔
بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲، حبیب بینک، حسین آگاہی ملتان۔

دینی علوم کی اشاعت، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور محاسبۂ مرزائیت کی جدوجہد کو مکمل و عالمی سطح پر عام کرنے کیلئے

چرمِ قربانی

یا ان کی قیمت

مجلسِ احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ
تحریک تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

منجانب: مجلس احرار اسلام پاکستان

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: (061) 511961

Kinza

FOOD PRODUCTS

سکواشز، کیچپ اور اچار

جو کھائے ایک بار۔ وہ کھائے بار بار

wily

FOODS (PVT) LTD.

Chand Plaza. Off Lane 6 Peshawar Road Rawalpindi Cantt.

Ph : 475969

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

اشاعتِ خاص

جانشین امیرِ شریعت قائدِ احرار

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہ

- سوانح و افکار
- خطابتی معرکے
- عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کی داستان
- علمی، ادبی، صحافتی اور دینی تحریکی خدمات
- تاریخِ احرار کا ایک روشن باب
- احرار حلقوں کے لئے ایک خوبصورت تاریخی تحفہ

صفحات 300 قیمت =/50 روپے

پیشگی رقم آنے پر رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کیا جائے گا

رابطہ: سید محمد کفیل بخاری: مدیر، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان، فون: 511961 (061)